SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, January 6, 1991.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at 3.30 of the clock in the afternoon, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ
وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَٰبَ
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ٨٩
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي
الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ٩٠ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا
تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ
عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ٩١

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, January 6, 1991.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at 3.30 of the clock in the afternoon, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ
وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَٰبَ
تِبْيَٰنًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي
الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا
تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ
عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾

ترجمہ :۔ اور (اُس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر اُمت میں سے خود اُن پر گواہ کھڑے کریں گے اور (اے پیغمبر) تم کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے

خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

اور جب خدا سے عہد (واثق) کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو اُن کو مت توڑو کہ تم خدا کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو جانتا ہے

(سورۃ النحل)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جناب جاوید جبار صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے ۳ تا ۶ جنوری ۱۹۹۱ء کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب عبدالخالق خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر ۲۹ دسمبر ۹۰ء تا ۳ جنوری ۱۹۹۱ء اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے، اس لیے انہوں نے ان دنوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین : تحریک التوا نمبر ۱۵ پروفیسر خورشید احمد۔

i) RE: SELLING OF ADULTERATED AND SUBSTANDARD CEMENT UNDER BRAND NAME OF "MUSTEHKAM CEMENT."

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں اس معزز ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحریک التوا پیش کروں روزنامہ "نوائے وقت"، راولپنڈی مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۰ء کی اطلاع کے مطابق راولپنڈی کے نواحی علاقے فاروقیہ میں جعلی سیمنٹ کی تیاری اور خرید و فروخت کے منظم کاروبار کا انکشاف ہوا ہے جو ہزارہ پولیس اور مستحکم سیمنٹ کی انتظامیہ کی سرپرستی کی وجہ سے باقاعدہ صنعت کی شکل اختیار کر گیا ہے اس سیمنٹ کے استعمال کی وجہ سے متعدد شہریوں کے تعمیر شدہ مکانات آئے دن منہدم ہوتے رہتے ہیں۔ جس سے نہ صرف لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے بلکہ قیمتی جانوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ بھی ہے یہ ایک اہم قومی نوعیت کا مسئلہ ہے لہٰذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Fakhar Imam: Opposed.

Mr. Chairman: It is being opposed. Yes, Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! مجھے یہ تو معلوم نہیں ہوا کہ کن وجوہ سے اسے oppose کیا جا رہا ہے اس لئے میں سب سے پہلے اختصار کے ساتھ آپ کی خدمت میں وہ facts رکھتا ہوں جو اخبارات کے اندر آئے ہیں ان میں بڑی اہم چیز یہ ہے کہ سیمنٹ بہر حال تعمیرات کے لیے بہت ہی ایک اہم چیز ہے۔ جیسا کہ میں نے تحریک میں بھی عرض کیا ہے انسانوں کی جان اور مال دونوں کی حفاظت کا اس سے تعلق ہے اس لئے اس پہلو سے تو اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا واقعات یہ ہیں کہ اس علاقے میں یہ کاروبار بڑے پیمانے پر ہو رہا ہے اور وفاقی وزیر پیداوار کو شہریوں نے اس کی باقاعدہ شکایات

[Prof. Khurshid Ahmed]

بھی کی ہیں اور "نوائے وقت" نے خصوصیت سے اس مسئلے کو اٹھایا ہے جس میں یہ چیز بھی سامنے آئی ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں یہ سمینٹ کی بوریاں غیر اہم کی جا رہی ہیں۔ دو سو بوری کی تیاری پر صرف تین سے پانچ ہزار روپے لاگت آتی ہے جس میں مٹی اور سیمنٹ کا تناسب ایک سے ۲۰ ہے اور اسے ۲۰ سے ۲۲ ہزار میں فروخت کیا جا رہا ہے اس طرح ایک ٹرک پر تقریباً ۱۸ ہزار روپے منافع کما یا جا رہا ہے اور اس کے نتیجے میں جو صورت حال پیش آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ زیر تعمیر مکانات گر رہے ہیں اور مسئلہ شروع بھی اسی طریقے سے ہوا کہ متعلقہ علاقے میں جو مکانات بن رہے ہیں وہ فوری طور پر کسی دوسرے سبب کے بغیر collapse ہو گئے اور اس کے نتیجے میں یہ انکوائری کی گئی۔

جناب والا! اس مسئلے کا تعلق لوگوں کی جان اور مال سے ہے یہ کام بڑے پیمانے پر کیا جا رہا ہے اور اس کی اطلاع ایف آئی اے اور وزارت پیداوار کو دی لیکن کوئی چیز ابھی تک کھل کر سامنے نہیں آئی کہ کہاں تک اس چیز کو قابو کیا جا سکا ہے یا روکا جا سکا ہے اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک فوری مسئلہ بھی ہے اور اس اہمیت کا حامل مسئلہ ہے جس کا حکومت نوٹس لے اور اس نوعیت کے کاروبار کو چیک کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس مسئلے کو آپکے سامنے لایا ہوں۔

جناب چیرمین : جی جناب۔ مخدوم امام صاحب۔

سید مخدوم امام : جناب چیرمین! جو بریف مجھے وزارت پیداوار کی طرف سے ملا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ "نوائے وقت" میں جو خبر شائع ہوئی تھی وزارت نے فوری طور پر اس کا نوٹس لیا اور اس کو کہا کہ آپ اس کی تردید شائع کریں اور تردید شائع کی گئی دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ۔۔۔۔

جناب چیرمین : تردید شائع ہو گئی ہے؟

سید مخدوم امام : جی میرے خیال میں، اور مستحکم سمینٹ کی جو enterprise

ہے وہ وزارت پیداوار کے تابع ہے اور ان کے اپنے جو سٹاکسٹ یا ڈیلرز ہوتے ہیں انکی تعناتی بھی وزارت پیداوار یا سیمنٹ کارپوریشن کی جو فیکٹریاں ہیں وہ کرتی ہیں ان کی چیکنگ وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے۔ صوبائی حکومتیں ملاوٹ کو چیک کرتی ہیں یہ جو This is subject to checking by the product اس کے بارے میں ایک انکوائری Pakistan Standard Institute کروائی گئی اور آج ہی مجھے متعلقہ وزارت نے بتایا ہے اور ان کی رپورٹ کے مطابق یہ جو واقعہ ہے یہ صحیح نہیں ہے اس لئے جو باتیں ویسے معزز سینیٹر صاحب نے کی ہیں اصولی طور پر تو ان سے اتفاق کیا جاتا ہے کہ سیمنٹ میں اگر اس قسم کی ملاوٹ ہو تو اس سے زیادہ نقصان دہ چیز کوئی نہیں ہو سکتی لیکن یہ جو واقعہ ہے یہ درست نہیں اور میں نے ان سے پوچھا ہے کہ آپ نے کسی اور کو بلیک لسٹ کیا ہو یا آپ کے پاس ایسی کوئی شکایات آئی ہوں تو وزارت پیداوار کی طرف سے مجھے بتایا گیا ہے کہ ابھی تک کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: مقصد تو انکا یہ تھا کہ آپ کے نوٹس میں یہ لایا جائے کہ اس قسم کی جو خبر آئی اس کی تحقیقات ضروری ہے اور اگر کوئی انکوائری ہو گئی ہے تو پھر ٹھیک ہے اگر نہیں ہوئی تو اس مسئلے کی تحقیقات ہونی چاہیئے کیونکہ اس قسم کی چیز خاصی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے

سید فخر امام: جو اصولی بات انہوں نے کی ہے وہ بالکل درست ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ الیف آئی اے اور وزارت پیداوار سے بھی تحقیق کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ الیف آئی اے کا تو مجھے علم نہیں لیکن وزارت پیداوار کے افسران نے مجھے بریفنگ دی تھی میری یہ گذارش ہو گی کہ معزز سینیٹر صاحب اپنی تحریک پر زور نہ دیں تو انکی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی جناب پروفیسر صاحب وزیر صاحب کے بیان کے بعد آپ اس پر اصرار کرتے ہیں

پروفیسر خورشید احمد: ذرا میں اس کی وضاحت کر دوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ معاملہ facts کا ہے اور میں خود اس معاملے میں بہت sensitive

....

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہوں اگر فی الحقیقت اسکی کوئی تردید شائع ہوئی ہے تو اسکو identify ہونا چاہیئے میں نے اسکو نوٹ نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے مجھ سے miss ہو گئی ہو لیکن اگر یہ وزارت claim کرتی ہے تو اسے بتانا چاہیئے کہ اس کی باقاعدہ تردید کی جو فلاں وقت شائع ہوئی۔ (۲) یہ میں پورے ادب سے یہ بات عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں انکوائریاں فائل میں خانہ پری کے لئے ہو جاتی ہیں اور انسپکٹر اور اس قسم کی فیکٹری والے یہ لوگ آپس میں ملے ہوئے ہیں جب کہ عوام اس کی سزا بھگت رہے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ مکان زیر تعمیر گر رہے ہیں اور اس سے لاکھوں روپے کا نقصان ہوا یہ حقیقت غیر متنازعہ ہے اس کے بعد پھر یہ بات کہ ملاوٹ والی بوریاں پائی گئی ہیں اور ملاوٹ کی بھی حد یہ ہے کہ ایک حصہ اگر اس میں سمینٹ ہے تو ۲۰ حصے اس میں مٹی ہے۔ یہ دو چیزیں ہیں۔ دراصل ہمارا مقصد حالات کی اصلاح ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ لیکن گورنمنٹ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان معاملات میں محض خانہ پری والی بات کہ انسپکٹر سے پوچھ لیا ہے جی یہ صحیح نہیں اور خاص طور سے اس لئے کہ یہ ذمہ داری وزارت پیداوار کی ہے۔ ادارے کا تعلق اور اس کی overall dealing جو ہے وہ وزارت پیداوار سے ہے۔ رہی یہ بات کہ ملاوٹ کو چیک کرنا صوبائی معاملہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بہت ٹیکنیکل بات ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ جو ادارہ پیدا کر رہا ہے اور جس کی مینجمنٹ وزارت پیداوار کے ماتحت ہے اسے ضمانت دینی چاہیئے اس بات کی کہ کوالٹی جو ہے وہ صحیح رہے۔ اگر صحیح صحیح اس کی انکوائری وزیر صاحب کروالیں، ایف آئی اے کی رپورٹ بھی دیکھ لیں تو پھر اس کے بعد اس پر مجھے اصرار بالکل نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Not pressed in the light of the Minister's statement that he would look into this matter and hold enquiry, if necessary.

سید فخر امام۔ جی ویسے just for the record کہ یہ سات اخبارات میں تردید کی رپورٹ شائع کی گئی تھی یہ اسکی فوٹو سٹیٹ کا پیاں میرے پاس موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر اگلی دو بھی آپ کی تحاریک ہیں لیکن اس میں جاوید

جبار صاحب بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں یہ ہے نمبر ۵۲ اور ۵۳ تو اگر آپ اجازت دیں تو ان کو ڈیفر کر دیا جائے جاوید جبار صاحب آجائیں تو اکٹھا معاملہ ڈیل ہو جائے اس کے بعد بھی آپ ہی کی ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: میرا خیال تھا کہ ۵۳ بہت اہم ہے اور وزیر خارجہ بھی موجود ہیں پھر پتہ نہیں ہاں تو آتے ہیں یا نہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں نمبر ۵۳ لے لیتے ہیں اس کے بعد احمد میاں سومرو صاحب کی درخواست ہے کہ ان کی ٹیک اپ کر لی جائے۔

پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے جی کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: پھر آپ نمبر ۵۳ لے لیں۔

ii) RE: MAL-TREATMENT OF PAKISTANI DIPLOMATS IN INDIA (DELHI).

Prof. Khurshid Ahmed: Sir, I seek the leave of the House to move the following adjournment motion.

> "In the newspapers of today it has been reported that Pakistani Diplomats have been mal-treated in India by Indian security personnel. The diplomats are being harassed. This constitutes a serious offence against the Pakistani Mission in Delhi."
>
> I being to move that the normal business of the House be suspended to discuss this matter of national importance and of recent occurrence."

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Sahibzada Yaqub Khan: Sir, I have a statement to make.

Mr. Chairman: Let him speak briefly then you can make a statement. Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! جو اطلاعات اخبارات میں اس سلسلے میں آئی ہیں پاکستان کے اخبارات میں بھی اور ہندوستان میں جو communique پاکستان ہائی کمیشن نے ایشو کیا ہے۔ میں نے اپنی اس تحریک کو اسی پر base کیا ہے پاکستان ہائی کمیشن کی پریس ریلیز یہ کہتی ہے کہ

> "As Pakistani diplomats left the office yesterday, their cars were preceded and followed closely by Indian cars with upto eight persons obstructing their movements and exposing them to danger. The Indian personnel stopped and abused them on the way. After the Pakistani diplomats reached their residences the Indian personnel threatened, insulted and abused at Pakistanis and their families. Throughout the night yesterday the residential telephones of the Pakistani diplomats remained disconnected. Regrettably the pattern of unlawful and contemptable conduct has continued today. As of 7 p.m. 'Indian time', "this evening residences of several Pakistani diplomats remained beseiged by hefty plain cloth men, shouting, threatening and hurling filthy insults against Pakistan and its diplomats."

یہ تمام میں نے اس communique سے اس پریس ریلیز سے quote کیا ہے جو دلی میں پاکستان ہائی کمیشن نے جاری کیا ہے۔ اس کے بعد جناب والا! پاکستانی اخبارات میں جو تفصیلات آئی ہیں ان سب کو پڑھنا ضروری نہیں سمجھتا صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ڈپلومیٹک کمیونٹی بین الاقوامی قانون اور روایات کے تحت ایک مسلمہ چیز ہے۔ پاکستان نے اس کا ہمیشہ احترام کیا ہے۔ ٹھیک ہے اگر کسی ڈپلومیٹ سے کوئی ایسی حرکت ہوئی ہے جو ان آداب کے منافی ہے تو اس کا بھی طریقہ ہے کہ آپ اسے persona non grata قرار دے کر کوئی اقدام کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ چیز کہ پاکستان کے سفارتی نمائندوں کو ہراساں کیا جائے ان کے راستوں کو obstruct کیا جائے ان کی families کو abuse کیا جائے۔ ان کے

گھروں پر دھاوا بولا جائے۔ان کے ٹیلی فون disconnect کیے جائیں۔یہ تمام چیزوں ایسی ہیں کہ جو پاکستان کے وقار اس کی حمیت اور عزت کے منافی ہے اور اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس کا اس ایوان کو نوٹس لینا چاہیئے اور چونکہ یہ چیز ہندوستان میں ہوئی ہے اور اس وقت ہوئی ہے جب عام مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔اور پاکستان میں ان تمام چیزوں پر بڑا اضطراب پایا جاتا ہے اس سے یہ بات اور بھی زیادہ گھناؤنی اور سنگین ہو جاتی ہے اس بنا پر میری نگاہ میں ضروری ہے کہ اس کا نوٹس لیا جائے۔شکریہ!

Mr. Chairman: Yes Foreign Minister.

Sahibzada Yaqub Khan: Sir, I agree with the Senator that this is a serious incident and of course he is quite right in drawing the attention of the House and of the public to so deplorable a conduct against the personnel or the diplomats of our High Commission. It is true that there were several incidents of harassment of diplomatic personnel of the Pakistan High Commission in New Delhi on the 29th and 30th of November last year. The pattern of the incident indicated the concerted organised effort by the Indian security agencies to intimidate and to harass our officers. I would like to inform the honourable Senators that the Government of Pakistan took a very serious view of this deplorable incident. A strong protest was immediately lodged with the Indian Government pointing out that such actions were in violation of the Vienna Convention on Diplomatic Relations which regulates the treatment of diplomatic personnels and their families in foreign capitals. Our protest stressed that the action of the Indian authorities against the officers of the Pakistan High Commission in New Delhi were intended to disrupt the normal functioning of the Mission and to hurt the dignity of the officers concerned. We urged the Indian Government to take immediate and effective steps to meet its international obligations of ensuring that the harassment of our diplomatic personnel in New Delhi ceased forthwith and that those guilty of misconduct

[Sahibzada Yaqub Khan]

against our officers in New Delhi were severely dealt with and corrective action was taken to prevent recurrence of deplorable incidents of this nature.

Our High Commission in New Delhi issued a factual press release which the Senator rightly read out about these incidents which also appeared in the Indian press. The Indian Government has conveyed its regrets over these incidents. They have assured that our complaints would be investigated and corrective action would be taken to ensure that they do not recur. I am glad to say that as a result of our timely action no further incident of harassment against our diplomatic personnel occurred after 13th November. We expect the Indian Government to cooperate in ensuring that the obligations under the Vienna Convention On Diplomatic Relations to which both countries, indeed all countries are signatories, are faithfully and fully discharged. This is a matter which will continue to receive our careful and serious attention and we will not tolerate the behaviour of this kind in future. In view of this explanation and the facts that the Senator rightly drawn attention to the conduct of the Indian security forces in Delhi, corrective action has been taken, regrets have been expressed and no further such incident has occurred. In view of these facts I hope that the honourable Senator would think it fit, not to press his motion.

جناب چیئرمین: جی جناب پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: مجھے اس معاملہ میں وزیر خارجہ سے اتفاق ہے میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ صرف repeat نہ ہوتا کافی نہیں ہے ان چیزوں کے بارے میں آپ ذرا یہ بھی چیک کریں کہ جو لوگ اس کارروائی کے ذمہ دار تھے ان کے خلاف انڈین گورنمنٹ نے کیا ایکشن لیا ہے اس لیے کہ یہ violation تو ہوا ہے۔ اس violation کی کوئی نہ کوئی سزا ہونی چاہیئے۔ باقی یہ صحیح ہے جیسا آپ نے کہا کہ آئندہ چونکہ occurrence نہیں ہوا ہے اس لیے we welcome that

لیکن جو کچھ ہوا ہے اس پر تادیبی کارروائی جو ہے ہمیں اس کو بھی دیکھنا چاہیئے کر وہ ہو جائے۔
اس کے بعد میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

Mr. Chairman: So, this is disposed of as not pressed No. 53 & 55. Ahmedmian Soomro Sahib Adjournment Motion No. 71.

iii) RE: REVISION OF PRODUCE INDEX UNITS FROM 10 TO 50 PER UNIT.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I seek the leave of the House to move the following Adjournment Motion.

> "This House do adjourn to discuss a matter of urgent public importance of recent occurrence namely the revision of produce index units from 10/= to 50/= per unit which has resulted in great indignation and resentment in the agriculture class who are already over burdened with various high rises in the inputs from which the subsidies have been withdrawn."

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Sartaj Aziz: Opposed.

Mr. Chairman: It is being opposed. Would you like to elaborate it.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, is it factually incorrect or it is being opposed on principles?

Mr. Chairman: It is being opposed on principles. Go on se.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, the agricultural class is already so overburdened particularly after the withdrawal of subsidies from the various inputs, you would always find in the papers hue and cry requesting the Government either to bring down the prices of the inputs, fertilizers, insecticides,

[Mr. Ahmedmian Soomro]

etc., or to restore the subsidies. Instead of that the government is now wanting to over burden them and this rate has been increased just to bring them within the net of the wealth tax because at the rate of ten rupees is the maximum and agriculturists could have eight hundred produce index units which came to eighty thousand rupees and, therefore, they did not come within the income tax net. Now, by increasing it from 10 to 50, look at their percentage of increase, those eight thousand units will now be worth four lacs of rupees per year and they would be having to pay wealth tax on four lacs of rupees per year. Sir, how for is government justified in putting such a big burden on the agriculturists who already are crying that they are overburdened with the prices of the inputs. I, therefore, desire Sir, that this House do adjourn to discuss this important matter concerning a very large section of our population.

Mr. Chairman: Thank you. Honourable Finance Minister.

Mr. Sartaj Aziz: Thank you. First of all under the rules it is not a fit subject for adjournment motion, it is a policy decision which the government has taken after very careful consideration and the member, if he wishes, can raise the issue under Rule 194 as one of the issues and there is also the right place to discuss, it might be the Agriculture Committee of the Senate where lot of facts and figures are involved. But just to respond to the points made by the member, I would point out that till about four years ago the value of one PIU,—PIU is a produce index unit which all agriculture land is divided into good land, the maximum produce index units are 80 generally and 'banjar' (barren) land is about ten produce index units per acre. In between them are 20, 30, 35 and so on and so forth. Now, till about four years ago the value of produce index units was ten rupees. This was a very old index set up at the time of the land reforms for the purpose of securing lands from the banks. In other words when a farmer went to a bank

to get a loan and offered his land as security if it was a good land and at 80 produce index units he could get eight hundred for it per acre, I mean that was the value of the land at that time. Four years ago in the budget of, I think, 86 or 87 the Government decided to raise the value of one produce index unit to four hundred which means a bad land I mean *Banjar* land with ten produce index unit would be valued at four thousand but very good land where it was 80 produce index unit could go upto 80 multiplied by 32 thousand rupees per acre, he could obtain as land. Now, this was an inconsistency that for the purposes of drawing loans the land is valued at four hundred per produce index unit but for the purpose of assessing its value as wealth tax it was only ten rupees and, therefore, when we were discussing agriculture policies with the various donor agencies IMF of the World Bank they pointed out that as a part of agriculture policy reforms while you are not putting agriculture tax at least this should be adjusted. And obviously it was too much to take it from ten to four hundred. So, it was agreed last year that it will at least be revised to hundred. And the idea of the hundred was that since the maximum produce index unit allowed under the Land Reforms Act is eight thousand, in other words land which is 80, a farmer can own upto hundred acre now and of course, it can be more if he has less and eighty multiplied by hundred and eight lacs and the wealth tax starts at ten lacs, therefore, the change was basically academic. It was an effective change because only when it goes beyond ten lacs, anything is liable upto tax.

The second thing which I would like to mention for the information of the honourable member that under the Income Tax Ordinance no wealth tax is payable under section 5(a):

> "if the assessee is not liable to income tax his net wealth is not liable to wealth tax."

[Mr. Sartaj Aziz]

In other words all those farmers who are not paying any income tax because they are exempted, so from an agriculture point of view this is not a new addition because only urban people, people who are paying tax otherwise for their purposes this can be clubbed to their other wealth if their land owned exceeds one lac on the basis of PIU value which means we are talking of at least ten thousand produce index units before it will happen. In other words we are talking of a very very small miniscule number of farmers who are very large, who have a lot of other wealth and who may become subject to this. As you know Sir, the total amount of wealth tax even beyond ten lacs is very very minimal, it comes into a few thousands and it does not run very high. So to talk of all farmers in fact 75 per cent farmers are below twelve and a half acres, they don't come in, 93 per cent of all farmers are below 25 acres they don't come in, 7 per cent farmers who are above 25 acres, 90 per cent don't pay income tax, so they don't come in. Only that very small proportion, and I don't think we should shed much tears for them, they are generally progressive farmers, they earn a lot of income and for them to pay this small amount of money if at all we don't know the figures, we will know for the first time year after from now what will happen. So, it is not a matter that imposes a burden. It is something that was an inconsistency, it is something whose incidents will be very small but if the member still wants to discuss it under Rule 194 which I presume it can be referred as an issue to the Senate Agriculture Committee and we can present more facts and figures about the land distribution and where it might come in and then the member can always raise an issue but this was a policy decision that the government took after very careful consideration and is fully justified in the light of the factors I have enumerated.

Mr. Chairman: Soomro Sahib.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I just want to contradict some of the facts stated by the Minister. My point was that

it was never fixed at four hundred, if it was fixed only on the five , I don't know, but at least none of the agriculturists have any knowledge of it and nor was it ever announced to fix it at four hundred. This is the first time that they have raised the value of the produce index units. If the World Bank has told them that they should bring in agriculture within income tax. Now is this the way the are circumventing it to bring them into the rope of the wealth tax. I would, therefore, say Sir, first of all that they fact about four hundred units is not correct, it has now been raised beyond ten rupees and it is now being raised for the first time. But I would accept the fact if this is sent to the Senate Agriculture Committee to study it further.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے میرا خیال ہے مناسب یہی ہے

Because it is a policy decision and policy matters are more appropriately discussed either under Rule 194 or in the Agriculture Committee. So, I think you have raised the issue and let it be taken up in the Senate Agriculture Committee.

Mr. Ahmedmian Soomro: Let the Senate refer it to the Agriculture Committee, Sir.

Mr. Chairman: Well, I will refer with the consent of the House if there is no objection.

کوئی اعتراض تو نہیں ہے

Mr. Sartaj Aziz: Among other subjects we can discuss there this matter also.

Mr. Chairman: Who is the Chairman of the Agriculture Committee?

جناب سرتاج عزیز: محمد علی خان صاحب

جناب چیئرمین: محمد علی خان صاحب اس کو آپ take up کرلیں۔

جناب محمد علی خان: جناب ہم اس کو زرعی کمیٹی میں take up کر لیں گے۔

Lt. Gen.(Retd.) Saeed Qadir: Mr. Chairman, why should the House refer it to the Standing Committee?

Mr. Chairman: Well, according to the rules I think the House should, if we follow the rules then according to the rules a reference has to be made by the House.

Lt. Gen.(Retd.) Saeed Qadir: But then either you should allow the debate on this issue and I don't think it is fair to judge on an issue like this. This is a very sensitive matter and it is not fair to make a judgement just because a small minority of people are affected by it. It is not a fair thing to be referred to the Committee because 99 per cent of people are not affected.

جناب چیئرمین: کمیٹی کو ریفرنس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر ڈسکس ہوگا یعنی ریفرنس کا صرف اتنا مطلب ہے کہ یہ جو معاملہ یہ لائے ہیں۔

It will be discussed, he will give his arguments, the Government will be there to present their side of the case and then some conclusion will come from the deliberations, then that can be discussed in the House if you so desire.

جناب چیئرمین: تو یہ کوئی ججمنٹ تو یہاں پر نہیں ہو رہی ہے

جناب عبدالرحمان جمالی: جناب والا! درخواست یہ ہے کہ 99 فیصد متاثر نہیں ہو رہے تو ایک فیصد کے لئے کیوں ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ ساری باتیں آپ کمیٹی میں کر لیں کیوں کہ ایک زرعی کلاس کا نقطۂ نظر ہوگا دوسرا کسی ماہر اقتصادیات کا نقطۂ نظر ہوگا ایک حکومت کا نقطہ نظر ہوگا یہ ساری باتیں کمیٹی میں آ جائیں گی۔

Mr. Sartaj Aziz: I will also present data in the Committee on the number of loans that have been drawn on the basis of four hundred rupees. Then they will all

accept that the value of that land for the purpose of drawing loans are also to be brought down to the same level - ten rupees.

Mr. Abdur Rehman Jamali: Sir, the Minister is most welcome to do that.

مگر کم از کم ہماری اپنی حکومت ہے ہمیں پتہ تو لگے کہ یہ ٹیکسز کیسے لگ جاتے ہیں...

جناب چیئرمین: مناسب یہی ہے کہ اس کو زرعی کمیٹی میں ریفر کر دیا جائے

جناب عالم علی لالیکا۔ جناب چیئرمین! مجھے وزیر خزانہ صاحب کی معیشت کے سلسلے میں علمیت سے قطعاً انکار نہیں بے شک ہم ان کو بین الاقوامی سطح معیشت دان سمجھتے ہیں لیکن بطور ایک زراعت پیشہ آدمی کے جس نے ۱۹۵۸ کی زرعی اصلاحات میں والدین کے خون پسینہ سے بنایا ہوا رقبہ حکومت کے حوالے کیا ہے پروڈیوس انڈکس یونٹس سے اس کو بڑی آگہی ہے۔ میں علم معیشت کو کچھ بھی نہیں سمجھتا ہوں لیکن پروڈیوس انڈکس یونٹس کو اس قدر سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے بزرگوں کا خون پسینہ ضائع ہوا ہے جناب والا! پروڈیوس انڈکس یونٹس کا تعین اور اس کی قیمت کا تعین بندوبست کے ذریعے کیا جاتا ہے یہ کسی رولز کے ذریعے نہیں کیا جاتا جو حکومت کو خیال آگیا ہے تو انہوں نے اس کی قیمت کو بڑھا دیا ہے اور اب خیال آگیا تو اس کو گھٹا دیا اس میں بہت سارے عوامل شامل ہوتے ہیں مارکیٹ ریٹ اس میں شامل ہوتے ہیں اس میں اجناس کی قیمت شامل ہوتی ہے۔ بہت ساری ضربیں اور تقسیمیں کر کے کسی بندوبست کے بعد پروڈیوس انڈکس یونٹس کی قیمت کو بڑھایا گھٹایا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: تو پھر اس ایوان کی اجازت سے یہ معاملہ کمیٹی میں ڈسکس کر لیا جائے

and there is no prejudgment. General Sahib, I think this impression must be corrected - there is no prejudgment, it is a matter which will be considered by the Committee and then the Committee can make its report which can be discussed, if you so like, in the House.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: No, when this matter is discussed in the Committee, fair chance should be given to present views not only by the government, the others also.

Mr. Chairman: Are you a member of the Committee?

Lt. Gen. (Retd.) **Saeed Qadir:** No, I am not.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جنرل صاحب کو بلالیں۔

Lt. Gen. (Retd.) **Saeed Qadir:** This is the point. It is not a question of my personal appearance because I think there are lot of people who are even outside affected by this.

جناب چیئرمین: جو بھی آنا چاہتا ہے۔

Lt. Gen. (Retd.) **Saeed Qadir:** It should be properly advertised.

Mr. Chairman: I think it is a good that you can get various view points.

بہرحال جنرل صاحب کو ضرور بلالیں۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میں ایک پوائنٹ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر صاحب نے جو بات کہی ہے وہ قرضہ لینے کے متعلق ہے ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ مل ملا کر مان جاتے ہیں یہ ایسی چیز نہیں ہے جسے بنیاد بنا کر آپ اس کے انٹرسٹ کو بڑھائیں گے اگر اس کے مطابق بڑھاتے ہیں تو یہ بھی پوچھ لیں کہ وہ کتنا پیسہ لیتے ہیں کمیشن کے طور پر۔ اس کمیشن کے لیئے ان کے ساتھ مل ملا کر کرا لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ سارے معاملات بڑے اہم ہیں جیسے فصیح صاحب کہیں گے کہ معاملات اہم ہیں۔ اس لیئے باقاعدہ طور پر اسے کمیٹی میں ڈسکس ہونا چاہیئے۔ تحریک نمبر ۷۷، احمد میاں سومرو صاحب

iv) **RE: ACCIDENT OF AIRCRAFT P 311 AT ISLAMABAD AIRPORT.**

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I ask for leave of this House to make a motion that this House do adjourn to discuss a matter of urgent public importance and of recent occurrence namely the accident involving the aircraft of PK 311 at Islamabad Airport on 14-12-90 causing great hardships to over 400 passengers.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Sahibzada Yaqub Khan : Yes, opposed.

Mr. Chairman: Yes, Mr. Ahmedmian Soomro.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, on the 14th of December, the passengers were booked for Karachi on PK-311 which was supposed to leave Islamabad at 12.30 P.M. While it was on the run way and about to take off there was probably a blast in one of the engines and so they timely took action, stopped it there to look into the matter. But Sin the objectionable point was that for two hours its passengers were made to sit in that aircraft instead of bringing them down and putting them in the lounge. Ultimately they were told that it would leave about three or four hours late and then they were brought to the lounge and ultimately that aircraft left at about 11 'o clock in the night as I was informed. This caused great hardship to the passengers by keeping them for two hours from 12.30 to about 2.30 P.M. on the aircraft on the run-way and calls for action by the PIA foreseen that such inconvenience is not used to the passengers travelling by our airline.

Mr. Chairman: Thank you. Foreign Minister Sahib.

Sahibzada Yaqub Khan : : Sir, I am replying on behalf of the Aviation Division. The Adjournment Motion is based upon a news item which appeared in the 'Nawa-i-Waqt'.

Mr. Ahmedmian Soomro: Not on the news item but it is from my personal knowledge. Sir, my family was on that aircraft, therefore, I have personal knowledge.

Mr. Chairman: Your family?

Mr. Ahmedmian Soomro: Yes, son-in-law.

Sahibzada Yaqub Khan: I am mentioning the 'Nawa-i-Waqt' because denial or contradiction was issued by the PIA. It was published in the daily 'Jang' on the 16th December terming that the news item has not been well founded or being without foundation. It does not refer to the Senator's statement but it refers to a news items and the colouring that was given to it in the newspaper.

جناب چیئرمین: پی-آئی-اے والے کیا کہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا۔

Sahibzada Yaqub Khan: Sir, the correct position is that due to the late arrival of the aircraft which was Boeing 747 on 14th December, the scheduled flight to Karachi was revised from 8.15 which is the normal time of the flight. It was delayed because of the late arrival of the aircraft from Karachi to 1400 hours. In other words the aircraft did not take of till 1402 hours. The aircraft initiated its flight at 1402 hours. It was carrying 13 first class passengers and 379 economy class passengers. At the initiation of the take off an unusual noise was heard from the left side of the aircraft and the aircraft swung over to the left side. Engine No. 1 was shutdown and the take off was, therefore, stopped because of this noise and the swing of the aircraft. The flight was delayed till 1700 hours by the Engineering Department for necessary rectification and investigation and so on of the engine. In the meantime lunch was served to the passengers on board at 1455 hours. The passengers were brought back to the lounge and later sent to the hostel at 7.00 P.M. that is 1900 hours. The PIA managed to despatch 12 first class passengers and 158 economy class passengers to Karachi by adjusting the flights on 14th

December at 1430 hours and at 1900 hours respectively. The remaining single first class passenger or the balance 221 economy class were sent to Karachi the following day at 2.30 hours by PK 357 which had spare capacity and was diverted from Lahore to Islamabad. The unserviceable aircraft was then ferried to Karachi ồn three engines on 15th December in the afternoon for necessary investigation. A technical fault has developed in one of the engines of the aircraft and, therefore, it could not be termed as an accident.

As regards the inconvenience, I have noted the point made by the Senator. The PIA say that they try their best to make sure that the comfort of the passengers taken care of, nevertheless, I have taken the point that you have mentioned and we will give to PIA further instructions pointing out that more should have been done with regard to comfort of the passengers that the lapse of time could have been shortened and that better care could have been taken of the passengers. Their discomfort is really regretted and that recurrence of an accident of this kind should be prevented. Of course, it is also true that it is the entire responsibility of the PIA. The verification, maintenance of the aircraft is so vital that it should be ensured that faults of this nature to the extent of their avoidable should not occur and the accident calls for an enquiry. In a way it is a lesson to be learnt. There is a shortcoming with regard to taking care of the passengers, there must be a shortcoming with regard to the maintenance and servicing of the aircraft. It is true that an accident did not take place, thank God, but extreme care about the safety of passengers is a primary consideration and the attention of the PIA will be drawn in a very clear terms to both these factors — comfort of the passengers, the shortcoming in this regard and also to ensure that maintenance, servicing which is so vital for the lives of the passengers that are entrusted to the PIA service. I hope Sir, that these remarks will satisfy the Senator and that he would not press the motion as

[Sahibzada Yaqub Khan]

necessary action will be taken specially in view of the fact that he has called attention to this important question. Thank you Sir,

Mr. Chairman: Yes, please Mr. Ahmedmian Soomro.

Mr. Ahmedmian Soomro: In view of the statement of the learned Minister to whom I have very great respect even otherwise I would listen to him not to press it but I am glad the Government realizes the inconvenience caused to the passengers. Of course, they have saved the accident which they do not accept as an accident which is commendable. but the question is of the indifference shown towards a large section of the public travelling by PIA by keeping them two hours on the flight. Since the Government accepts it and they realize this, I hope that they will take suitable action in this matter. So, I do not press it.

Mr. Chairman: So, this is not pressed.

So, Foreign Minister, you will kindly take note of this because we keep receiving a lot of complaints about PIA, of course, there are high expectations also of the people but, I think, it is an important national airline and, I think, these complaints should be looked into very very carefully. That brings us to the end of the adjournment motions. We go to Item No. 2, Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan.

MOTION UNDER RULE 17(1).

Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan: Thank you, Mr. Chairman.

Sir, I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the committee on the Rules of Procedure and Privileges on the privilege motion moved by Senator

Prof. Khurshid Ahmed on the breach of privilege regarding disregard by the Ministry of Finance of the decision of the Finance Committee of the Senate on the Budget proposals for the year 1990-91, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved by Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan that:

Under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the committee on the Rules of Procedure and Privileges on the privilege motion moved my senator

(The motion was adopted).

Mr. Chairman: The delay stands condoned.

Now, item No. 3.

Report Re:breach of privilege by disregarding decisions of the Finance Committee of the Senate presented.

Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan: Sir, I beg to present report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the privilege motion moved by Senator Prof. Khurshid Ahmed on the breach of privilege regarding disregard by the Ministry of Finance of the decision of the Finance Committee of the Senate on the Budget proposals for the year 1990-91.

Mr. Chairman: The report stands presented.

Anything else on this report.

پروفیسر خورشید احمد : بالعموم ہم اس بات پر اصرار نہیں کیا کرتے کیوں کہ جب رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی جائے۔

that means that the House has been taken into confidence.

لیکن یہ ایک بڑی ہی اہم رپورٹ ہے اس میں نہ صرف دستوری مسئلہ بلکہ سینیٹ کا مقام اور خصوصیت ہے اس کی sovereignty جس میں کہ financial

[Prof. Khurshid Ahmed]

sovereignty سب سے اہم چیز involved ہے اس لیئے میں آپ کی اجازت سے یہ move کرنا چاہوں گا کہ اس رپورٹ کو سینیٹ adopt کرے۔

جناب چیئرمین: آپ کوئی رول بتائیں کہ ہم ایسا کس طرح کریں گے۔ اس کا کیا طریقہ ہوگا۔

پروفیسر خورشید احمد: رول ۱۳۶ کے تحت ہمیشہ move ہو سکتا ہے۔

Mr. Chairman : what is the Procedure? Please study it because cause whatever we do will, becomes a precedent.

یہ پہلے ہم نے نہیں کیا اس میں جو طریقہ صحیح ہے اسے آپ دیکھ لیں۔

I agree with you that it is a very very important report and I am very glad that the Finance Minister has now agreed that he will not do this thing in future because it does affect the sovereignty of the House and if you (Prof. Khurshid Ahmed) kindly examine the procedure then we will adopt it for future reports.

پروفیسر خورشید احمد: ویسے تو ordinary motion کوئی ممبر بھی move کر سکتا ہے یعنی کسی بھی کمیٹی کی رپورٹ کے بارے میں طریقہ یہ رہا ہے کہ کوئی بھی ممبر یا اس کا چیئرمین، موشن پیش کر سکتا ہے کہ اس کے اوپر بحث ہو اور اسے adopt کر لیا جائے۔

Mr. Chairman: Rule 66 says,

"A motion that the report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges be taken into consideration..".

آپ اس کو دیکھ کیوں نہیں لیتے، آپ اسے دیکھ لیں کہ کیا کرنا ہے، consideration تو ہو گی اس کے بعد کیا ہوگا، adoption کی consequences کیا ہونگی

Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan: Mr. Chairman, I will make a motion for its approval by the House.

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اس کو ذرا دیکھ لیتے ہیں کہ بعد میں اس کو کیا کرنا ہے۔

I am not very clear on this.

یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے۔

I agree, it is an important report.

تو اس کو ہم اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے لیتے ہیں۔ اس دوران سیکرٹری صاحب اور پروفیسر صاحب بھی اسے دیکھ لیں۔۔۔

Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan: Mr. Chairman, I want to make a request that it is not necessary for it to be considered on a Private Members, Day. Since it takes precedence on all other business, I did not make a motion for its consideration in this House only because it is a Private Members, Day. I would make a motion on the next rota today.

Mr. Chairman: I agree with you. You are quite right. We will take it up on the agenda and I think we are breaking for a few days, therefore, we will take that up as Item No. I. In the meantime, I would request you Brig. Sahib, Mr. Ahmedmian Soomro, Prof. Khurshid Ahmed and the Secretary to kindly examine this issue as to what is the procedure to be adopted and what are the consequences of that procedure.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, if the House does come to the conclusion that there has been a breach of privilege, then what?

جناب چیئرمین: وہ تو رپورٹ میں کہہ دیا گیا ہے کہ استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن recommendation بھی کی ہے

they dc ·ot recommend any action because of the fact that the Fin .e Ministry has accepted its fault and they have assured us that they will not do this thing in future. So, the purpose has been served.

(interruptions)

جناب چیئرمین: انہوں نے ایڈیشنل فنڈ بھی provide کر دیئے ہیں اس طرح مقصد تو پورا ہو گیا ہے۔ but procedurally I want to be sure. بیرسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے بیرسٹر صاحب آپ بھی ذرا مہربانی کر کے اس کو دیکھ لیں، یہ Mays Parliamentary Practice اور دیگر کتابوں میں ہوگا، اس سلسلے میں کیا ہوتا ہے اور اسے کس طرح move کرنا ہے۔

Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan: Sir, may I answer this question?

Mr. Chairman: Yes, please.

Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan: Sir, I have studied the problem. We do not have to go very far. Our own Provincial Assembly of Punjab in a couple of years back adopted a procedure while they sentenced the police officers to 7 days simple imprisonment and I will explain the whole procedure, what was adopted there. There is no difficulty but if we had suggested any punishment or anything then an appropriate action would have been taken by the Committee or the Chairman of the Committee. But I will, next time, explain the whole procedure what our own Assembly had adopted.

Mr. Chairman: So, we will take it up on the next working day

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اسے اگلے ورکنگ ڈے پر لے لیں گے۔

Next is legislative business, Mr. Sartaj Aziz about the Child Labour Bill.

آپ کا چائلڈ لیبر بل ہے اس پر میرے خیال میں بحث مکمل ہو چکی ہے۔

جناب سرتاج عزیز: جی، اسے اب clause by clause لینا ہے۔

THE CHILD LABOUR BILL, 1990

Mr. Chairman: I will put the motion then.

"It has been moved by Mr. Sartaj Aziz that the Child Labour Bill, 1990, as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion stands carried.

Now, we will take up the Bill clause by clause. by clause. Amendments have been moved to clause (1) and clause (3).

Mr. Sartaj Aziz: Move the amendments.

Mr. Chairman: Not yet, please. Amendments to clause 3 will be moved when I come to clause (3). Clause (1) will be taken at the end.

So, the question is that clause (2) forms part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause (2) forms part of the Bill.

Mr. Ahmedmian Soomro: Let me get copy of it, Sir.

جناب چیئرمین: ان کی کاپی دے دیجیے۔ لیکن یہ تو اتنا لمبا چوڑا ہے اتنی جلدی میں آپ کیا دیکھیں گے یہ تو آپ کو پہلے دیکھنا چاہیئے تھا۔ آپ کیا پچھلی دفعہ یہاں موجود تھے؟

Mr. Ahmedmian Soomro: Go a head, Sir. میں اسے دیکھ لوں گا۔

Mr. Chairman: Right.

Now there is an amendment to clause (3) by Gen. Saeed Qadir.

Let. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Mr. Chairman, I beg to move:

(A) "that in clause (3) of the Bill for the words Part-A of the schedule occurring in the second line, the word and figure schedule I and for the words Part-B of the schedule occurring in the third line, the words and figure schedule II may be substituted."

Mr. Chairman: It has been moved by Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir.

(Please repeat as at 'A' above)

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The amendment stands carried.

.......Now, I will put clause 3 as amended.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! یہ ترامیم شیڈول میں بھی ہونی چاہئیں وہ نہیں ہوئیں

جناب چیئرمین: نہیں، شیڈول پہلے ہی سے ٹھیک ہے غلطی اسی میں تھی۔

پروفیسر خورشید احمد: دیکھیں، شیڈول میں پارٹ I پارٹ II درج ہیں۔ اگر آپ اسکو شیڈول کا پارٹ I کہہ رہے ہیں تو آپ کو یہاں پارٹ I کہنا چاہیے شیڈول I اگر آپ کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ

You have to amend the schedule also and make it schedule I and schedule II, not schedule part I and part II.

Mr. Sartaj Aziz: May I clarify Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Sartaj Aziz: In it the words are part (a) of the schedule or part (b) of the schedule. The amendment now says 'part I of the schedule and part II of the schedule'. In

the original Bill which is at annexure 'B' it was actually (a) & (b) and the revised draft which the committee submitted, they changed the schedule to I & II but did not changed para 3. Now, it is being brought in line with that.

Prof. Khurshid Ahmed: My point is valid.

اس لئے کہ جو ترامیم آرہی ہیں وہ یہ ہے کہ شیڈول I، یہاں پھر آپ مجھے زبانی ترمیم کی اجازت دیں کہ اس میں شیڈول پارٹ I اور شیڈول پارٹ II ہونا چاہیئے۔

Lt. Gen. (R) Saeed Qadir: I think that is correct.

Mr. Sartaj Aziz: That is correct, it is not schedule (a) and (b). یہاں پارٹ III کا پیراگراف ۳ ترمیم کرنا ہے (a) کو I کردیں اور (b) کو II کردیں۔

جناب چیئرمین: جی اس کا پھر کیا طریقہ ہوگا۔

Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House to make a verbal amendment in the amendment of Gen. Saeed Qadir that schedule 1 should be read schedule part I and schedule II should be read schedule part II. Then it will be okay.

Mr. Chairman: So, in the clause as amended, you are now introducing a further amendment that instead of....

Prof. Khurshid Ahmed: Amendment to the amendment.

Mr. Chairman: So, in the clause as amended.

جی ہاؤس نے ترمیم کردی ناں؟

پروفیسر خورشید احمد: ابھی approve نہیں ہوا میں نے move کردی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے approve کردیا ہے بہرحال ٹیکنیکل بات ہے، اب آپ کیا کہہ رہے ہیں جی۔

Prof. Khurshid Ahmed: I am making an amendment, verbal amendment in the amendment of Gen. Saeed Qadir that the proposed new word 'schedule I' should be read 'schedule part I and 'schedule II' should be read 'schedule part II.

(Pause)

Prof. Khurshid Ahmed: سٹینڈنگ کمیٹی والے ڈرافٹ میں صفحہ ۸ پر ہے ۔

The schedule, section 3 and part I and then part II, now this has to be brought in clause 3 and it should take shape as I am suggesting that Gen. Saeed Qadir's amendment is schedule I and I am suggesting that schedule I should be made schedule part I. Add word 'part' between schedule and I And similarly Between schedule and II add word 'part'.

Mr. Chairman: So, verbal amendment moved by Prof. Khurshid Ahmed that in clause 3 the words schedule I should be read as schedule part I and schedule II should be read as schedule part II.

(The amendment was carried)

جناب چیئرمین : اب یہ صحیح ہو گیا ہے ۔
پروفیسر خورشید احمد : جی ہاں اب صحیح ہو گیا ہے ۔
جناب چیئرمین : ویسے ہی شیڈول کو پارٹ (a) پارٹ (b) کر دیتے وہی ہو جاتا ہے بہرحال ٹھیک ہے

The question is that clause 3 as amended do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 3 forms part of the Bill. The question is that clause 4 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 4 forms part of the Bill. Now the question is that clause 5 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 5 forms part of the Bill. The question is that clause 6 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 6 forms part of the Bill. The question is that clause 7 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 7 forms part of the Bill. The question is that clause 8 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 8 forms part of the Bill. The question is that clause 9 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 9 forms part of the Bill. The question is that clause 10 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 10 forms part of the Bill. The question is that clause 11 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 11 forms part of the Bill. The question is that clause 12 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 12 forms part of the Bill. The question is that clause 13 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 13 forms part of the Bill. The question is that clause 14 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 14 forms part of the Bill. The question is that clause 15 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 15 forms part of the Bill. The question is that clause 16 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 16 forms part of the Bill. The question is that clause 17 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 17 forms part of the Bill. The question is that clause 18 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 18 do form part of the Bill. The question is that clause 19 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 19 forms part of the Bill. The question is that clause 20 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 20 forms part of the Bill. The

question is that clause 21 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 21 forms part of the Bill. The question is that the schedule do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The schedule forms part of the Bill. Now we come to clause 1 short title and preamble. In it there is an amendment by Gen. Saeed Qadir.

Lt. Gen. (R) Saeed Qadir: Mr. Chairman, I beg to move that in clause 1 of the Bill, sub-clause (1) be substituted by the following namely, I quote:

> (1) This Act may be called the Employment of Children Act, 1991.

How do we put it? جناب چیرمین: جی یہ ایکٹ ہوگا یا بل ہوگا۔

جناب سرتاج عزیز: اب تو ایکٹ ہوگا ناں جی۔

جناب چیرمین: ایکٹ تو پاس ہونے کے بعد بنے گا۔ بہرحال

So, it has been moved by Gen. Saeed Qadir as an amendment that in clause 1 of the Bill, in sub-clause (1) of the Bill the following be substituted.

(1) This Act may be called the Employment of Children Act, 1991.

(The amendment was adopted)

1. . **Chairman:** The clause stands amended. Now, I will put clause 1 short, title and preamble to the House. The question is that clause 1 short title and as amended and the preamble do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The preamble, short title and clause 1

form part of the Bill.

Mr. Sartaj Aziz: May I mention Mr. Chairman, that the first title this is a Bill On Child Labour, will that stay or it should also say that the Bill on the Employment of Children.

جناب چیئرمین: نہیں یہ تو بعد میں نکل ہی جائے گا یہ تو آفس میں ہی کر دیتے ہیں

Now you will kindly read the next Motion No. 5.

Mr. Sartaj Aziz: Sir, I beg to move that:

"The Employment of Children Bill, 1991, be passed".

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Sartaj Aziz that the Employment of Children Bill, 1991, be passed.

(The Bill was passed)

Mr. Chairman: So, the Bill stands passed. Next is Zakat & Ushar matter.

پروفیسر خورشید احمد: اس کو نماز کے بعد لے لیں۔ میں ویسے تیار ہوں۔ اٹارنی جنرل نظر نہیں آ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے message بھیجا ہے کہ he is indisposed وہ کہہ رہے تھے کہ اس کو next sitting میں لے لیں۔

پروفیسر خورشید احمد: دیکھیں ناں یہ تو ہمیں پہلے معلوم ہونا چاہیئے۔ اس لیئے کہ میں اتنی کتابیں لے کر آیا ہوں میں نے اتنی محنت کی ہے اگر مجھے پہلے سے اطلاع ہو جائے کہ یہ مسئلہ زیر غور نہیں آسکا۔ ---

جناب چیئرمین: تو پھر کیا خیال ہے آپ کا۔

پروفیسر خورشید احمد: شائد وزیر قانون کچھ اس معاملے میں فرمانا چاہیں انہیں سن لیں پھر میں اپنی بات پیش کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے جب ان کو بلایا ہے اور ان کا message بھی آ
گیا ہے message نہ آتا تو I would have finalized the matter
اب اس کو لے لیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: چلئے۔ ٹھیک ہے

Mr. Chairman: So, the House is adjourned for prayers up to 5.30 p.m.

Maghrib Prayers

(اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب وسیم سجاد) دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! یہ جو زکواۃ وعشر والا مسئلہ ہے کیا اس کو ملتوی کر دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جی اس کو پھر مؤخر کر دیجیے۔

جناب چیئرمین: اچھا جی۔ جہانگیر شاہ جوگیزئی والا بھی ڈیفر کر دیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں اسے بھی ڈیفر کر دیں۔

Mr. Chairman: Bills to be introduced. Prof. Khurshid Ahmed No. 10.

THE FREEDOM OF INFORMATION BILL, 1990.

Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House to introduce the Freedom of Information Bill, 1990.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

پروفیسر خورشید احمد: کوئی اپوز کرنے والا ہے ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: ایک وزیر صاحب آ گئے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: ویسے موقع بہت اچھا ہے جناب چیئرمین۔ we will
introduce it اس لیے کہ کوئی formal acceptance or opposition

[Prof. Khurshid Ahmed]

میں ہے موقع بڑا اچھا ہے اس کو introduce ہونا چاہیئے پھر کمیٹی میں ڈسکس کرلیں گے۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون صاحب آ گئے ہیں۔ یہ Freedom of Information کے بارے میں بل ہے فخر امام صاحب۔ کیا خیال ہے آپ کا؟

Syed Fakhar Imam: Sir, technically my brief says that I should oppose it on two grounds. One is because in substance much of the Bill was the same as in the past and secondly the Government is bringing in the same Bill but now it is upto Prof. Khurshid Ahmed.

جناب چیئرمین: لیکن دو سال پہلے بھی حکومت یہی کہہ رہی تھی۔

but supposing if it is in substance the same as the last Bill, then is there any bar to it to be moved in the House? There is no bar.

وہ تو کوئی بات نہ ہوئی نا۔ میرا خیال ہے کہ بہتر یہ ہے کہ I put it to the House. اور انفارمیشن کے خلاف کوئی بات کرنا چاہتا ہے

(وقفہ)

پروفیسر خورشید احمد: کوئی خلاف نہیں ہے اس کے۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میرا بھی ایک بل تھا وہ ڈیفر کیا تھا۔

جناب چیئرمین: وہ بل تو ڈیفر ہو گیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں وزیر صاحب کو یہ پیشکش کر رہا ہوں کہ ہم اسے انٹروڈیوس کر لیتے ہیں۔ اور اس کا پریشر بھی رہے گا پھر یہ اپنا بل لے آئیں، کمیٹی میں جائے گا تو اس میں sort out کرلیں گے تمام چیزوں کو، کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

Prof. Khurshid Ahmed has moved for leave to introduce the Freedom of Information Bill, 1991.

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Leave is granted. Please introduce the Bill.

Prof. Khurshid Ahmed: Sir, I have the honour to introduce the Bill entitled "Freedom of Information Bill, 1991".

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands introduced and stands referred to the Standing Committee concerned.

جی جاوید جبار صاحب۔ نمبر ۱۲۔ ویسے یہ آج رخصت پر ہیں۔ نمبر ۱۴ بھی جاوید جبار صاحب کا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب اس کو ڈیفر کر دیں۔ ہماری روایات یہی رہی ہیں۔ اگر انہوں نے باقاعدہ چھٹی لی ہے تو اسے ڈیفر کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی ہاں اسے ڈیفر کر دیتے ہیں۔

So, both these items are deferred, item No. 12 and 14. Next is item No. 16. "Further discussion on the motion moved by Akhunzada Baharwar Saeed that this House may discuss the fast deteriorating law and order situation in the country.

اب صدارتی خطاب پر بحث کے دوران اس پر بھی بات کرنے کے لئے آپ کے پاس موقع ہے۔ میرے خیال میں اس کو اور کیا چلانا ہے۔

جناب اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس پر بحث تو شروع ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین: ہو تو گئی ہے لیکن یہ بھی بحث ہو رہی ہے صدارتی خطاب پر بھی ہو رہی ہے بات تو وہی آ رہی ہے۔ میرے خیال میں اس کو وائنڈ اپ کر لیں، ٹھیک ہے جی؟

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں۔ وائنڈ اپ کر لیں۔

جناب چیئرمین: کون کرے گا جی وائنڈ اپ۔

Prof. Khurshid Ahmed: The Interior Minister is supposed to wind up the discussion.

Syed Fakhar Imam: Sir, I have a brief with me.

جناب چیئرمین: پڑھ دیں۔

Syed Fakhar Imam: The major causes of the law and order situation in Pakistan are as under:-

(a) Ethnic & Regional polarization.
(b) Sectarian violences.
(c) Student power.
(d) Labour problem.
(e) Economic factors.
(f) Criminal Organizations.
(g) Urban terrorism.
(h) Proliferation of arms.
(i) Drug menace.

Ethnic and regional polarization is a major cause of potential terrorism. In its nature and ambience which is quite similar to political polarization and generally runs a parallel course I will be restricted to a certain region or ethnic community. The absence of a genuine political process for a long time has provided the essential motivation for certain ethnic and regional forces to be unleashed on the political scene. This is of a particular relevance in Sindh and Baluchistan. The delay in countering the problem through dispassionate socio-economic measures has encouraged anti state forces to exploit the situation further with the resultant aggravation now in evidence. In the province of Sindh particularly regardless of the measures adopted there appears to be wide spread feeling

of trepidation and despondency. The acute alienation in the Sindh interior may take quite sometime to heal in view of the Government's resources. The continuation of dacoities and Kidnappings under the protection of vested interest and the ready availability of sophisticated weapons provides a conducive environment for exploitation by anti-state elements. The province of Sindh remains a soft underbelly geographically, militarily and politically and a situation of persistent termoil cannot be allowed to go on beyond the pale of political crisis management. The Terrain environment of Sindh, and the population ratio of the Sindhis and the non-locals, is not conducive to insurgency and such attempt can be eliminated by, the use of force. However, this can develop into a serious threat only if physically supported by military force from across the border A possibility which cannot remain limited to Sindh and has greater implications, therefore, sabotage terrorism and not secession are the likely probabilities in Sindh.

The ominous impact of anti-state Sindhu Desh Movement, the anti-government exploitation of religious feelings by religious leaders (Mullas) and the hate campaign, against outsiders, presents a sinister pattern of protracted struggle against the existing order when co-ordinated with dacoit operations to undermine the writ of the Government. There being remote probability of physical support from across the border in the near future, the situation is likely to remain localized in Sindh while the subversive elements may further enhance their activities to force the Government law enforcing agencies to take certain actions which could be exploited by the non-patriotic elements to further their subversive designs. After the failure of the PPP Government the present IJI and MQM alliance is in a unique position to bring back Sindh into the national main stream. The integration, if achieved, will prove to be historic contribution towards the integrity and security of Pakistan.

The issue of the Babri Mosque in Ayudia followed by the large scale communal violence in India caused anguish

[Syed Fakhar Imam]

amongst the people of Pakistan. The religious scholars and Ulema also added fuel to the fire and this lead to a vide spread demonstration against the Indian Government. The situation has been handled with care and caution so that protest rallies do not get out of control. With the anormous increase in sectarianism in the country apprehensions exist about Pakistan's future. Exactly the same Muslim sect existed in India prior to independence but no Muslim sectarian clashes took place then. Had sectarianism found such prominence in India during pre-partition days it would not have been possible to create a separate homeland for the Muslims as the Hindus could have exploited the situation by creating divisions amongst the Muslims. After the creation of Pakistan, however, a number of religious groups came into being to protect their interest which lead to a division amongst the Muslims of Pakistan. The differences unfortunately are becoming more and more acute every day. There appears to be no viable solution to the gigantic problem arising out of religious differences except to fervently pursue a path of reconciliation holding seminars, conferences, symposia and make other forms of government to encourage these processes. Religious freedom which is guaranteed by the Constitution needs to be defined in terms of law and order by putting curbs, if necessary, on abusing another sect since politics has got mingled with religion. Seeking of votes as a protection of a particular sectarian point of view should be prohibited. The Ministry of Information and electronic media need to play a very important role in this respect while the press must also function under its own code of conduct and refrain from giving undue publicity to sectarian differences. Registration of purely religious bodies as political parties should be discouraged. Freedom of association should not be mistaken for licence to abuse.

The problem of sectarianism in the context of national security and solidarity poses a potential threat. This threat tends on deep rooted Shia-Suni differences and Barelvi-

Dewbandi controversy without going into details one can say that sectarianism in general psychological fragmentation of the national ethos. Resultantly divisive tendencies have tended to permeate and vitiate the political religious environment. Consensus on religious issues becomes difficult to achieve. The problem is compounded by controversy on means and methods i.e. to say the institutional framework to further the Islamilization process. The recurrence of violent sectarian roits between Sunies and Shias all over the country in the last few years is an indicator of the gravity of this menace. As a consequence there is a general trend amongst the die-hearts of both these sects to form their militant groups.

جناب چیئرمین: کیا یہ اور بھی ہے۔

سید فخر امام: یہ کافی لمبا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں محترم وزیر قانون کے بیان میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ شاید مجھ سے بھی زیادہ پارلیمانی روایات جانتے ہیں لیکن اس قسم کی واشنڈ اپ میں کبھی بھی تحریری بیان نہیں پڑھا جاتا۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب کو اجازت تو ہے لیکن مختصراً میرے خیال میں آپ یہ کہہ دیں کہ یہ جو نکات اٹھائے گئے ہیں حکومت ان پر غور کرے گی یہ کہہ کر معاملے کو ختم کریں۔ اتنی لمبی چوڑی تقریر کی کیا ضرورت ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: وزیر صاحب اسباب بیان فرما رہے ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ وزارت داخلہ کا بریف ہے وزیر صاحب کیا کریں میری تجویز یہ ہو گی کہ آپ یہ کہیں کہ یہ جو معزز سینیٹر صاحبان ہیں انہوں نے بڑے اچھے اچھے نکات اٹھائے ہیں اور حکومت ان پر غور کرے گی۔

Prof. Khurshid Ahmed: Syed Fakhar Imam is competent to make a better statement without the help of the Ministry of Interior's brief.

سید فخر امام : شکریہ جناب! میں نے اسی لئے کہا تھا۔ آپ نے کہا تھا۔ پڑھ دیں۔

جناب چیئرمین : یہ تو بہت لمبا ہے۔ میرا خیال تھا مختصر ہوگا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب مجھے جوابی بیان کا حق ہوگا۔

جناب چیئرمین : نہیں، نہیں، جوابی بیان کا کوئی حق نہیں۔

I want to dispose it of.

کیونکہ لمبی چوڑی بحث ہو چکی ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : پھر وزیر صاحب بتائیں یہ حکومت کیا اقدام کر رہی ہے، یہ تو ساری وجوہات ہیں جو آپ نے بیان کی ہیں۔ وزیر صاحب بتائیں کہ حکومت کیا اقدام کر رہی ہے۔

سید فخر امام : دیکھیے جناب یہ جو مختلف نکات بیان کیے گئے ہیں حکومت کو اس پہ بڑی تشویش ہے اور سٹوڈنٹ پاور کے بارے میں بھی یہ کہا گیا ہے---

Although they are the basis of our future generation but the Government would like to involve the students in some meaningful processes and specially the form of unemployment has to be reduced.

On the labour aspect Sir, the brief is to say that although there is some unrest but labour has to be given its due place in society both legally and in practice so that they can be satisfied in the way that they have both in the industrial and the non-industrial sector.

As far as economic factors are concerned, the problem of inflation is there primarily due to the price hike in the Gulf where sixteen hundred million dollars worth of increase through the oil prices has affected Pakistan. Another five hundred million making it about 2.1 billion dollars increase in inflation and much of this is beyond the Government's control because 40% of the oil Pakistan has produced locally and the others from else-where.

The issue of unemployment— I think, this government (the honourable Finance Minister is not sitting here) is now looking at privatization,, deregulation and other aspects because the unemployment also leads to lawlessness and meaningful employment schemes are going to come up. The Government has already started privatization, of banks and deregulation so that we can come forward and; try to fulfil the demand and specially when nearly one to one point two million people every year are coming into that employment age. Right now there are nearly 30 million people employed in the economy of Pakistan so with an additionality of 1 to 1.2 million people who come up for employment. The government is looking at the energy problem, infrastructure both physical infrastructure and human resource infrastructure so that these aspects could be properly ascertained and eventually fulfilled.

There is an issue about the proliferation of arms. I think, the Government is looking at both the laws as well as the enforcement agencies to improve their performance and this has been the so-called Klashinkov Culture which has resulted in a great deal of lawlessness in this country. The Government will try by properly regulating and the agencies' moral has to be uplifted, their methodology, the mannerism has to be improved and I think with the political atmosphere improving as compared to the past, the government should be able to come up with some sanctity in certain areas where there was less before.

As far as urban terrorism is concerned there have been reports that foreign agencies have been involved in it, sophisticated arms have been used even in some areas, ound missiles, rocket launchers, machine guns, grenades, nes etc., have been used and the Government is doing its best to stop them but because of, as I said, some of the foreign agencies as well as some of the local people involved, the Government is improving its efforts and the eternal vigilance is to be brought about especially on our

[Syed Fakhar Imam]

borders so that we can overcome some of the external agencies such as 'RAW' which try to operate in our area. Drug trafficking has been a very major source of concern and there again the Government has now a full-fledged Minister Incharge of Narcotice,, we are hoping that with better controls and more vigilance and acute checks and balances we should be able to reduce it or minimize it if not totally eradicated.

So, with these words, I am sorry that I have read out the earlier brief it was a bit longer than I expected. I am hoping that the Government of Pakistan by and large, because law and order affects everything and specially economic development and investment which is the need of the hour, will be able to give the people at least & peaceful evenings peaceful nights because without law and order neither the local investor nor the foreign investor is willing to put his money into long term investment and industrialization needs long term gestation periods. So, the whole basic function of the Government is to improve the law and order and I am sure with the co-operation of the people of Pakistan and the foras such as the august Senate and the National Assembly should always keep the Government on its toes. I am hoping that in the near future there will be a qualitative improvement in the law and order situation.

Mr. Chairman: Thank you. So that disposes of Item No. 16. Item No. 17 regarding resolutions. Syed Abbas Shah, Resolution No. 17.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: I want to move on behalf of Syed Abbas Shah.

Prof. Khurshid Ahmed: Only question can be moved not resolution.

Mr. Chairman: No, it can be.

Prof. Khurshid Ahmed: Please check it.

Mr. Chairman: I think, Rule 123(2) permits to move a resolution; it says:-

"In the absence of the member or Minister in whose name the resolution stands on the Orders of the Day, any other member may move the resolution on his behalf with the consent of the Chairman."

So what do you say to that?

(Pause)

Mr. Chairman: Right, please move.

RESOLUTION RE: SHIFTING OF HEADQUARTERS OF COMMERCIAL BANKS AT ISLAMABAD

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: I beg to move that:-

"this House recommends that the Headquarters of all the Nationalized Commercial Banks be established at Islamabad."

Mr. Chairman: What do you want to say in support of this?

Mr. Ahmedmian Soomro: Point of order Sir, I am opposing this.

Mr. Chairman: You are opposing this resolution.

Mr. Ahmedmian Soomro: Yes Sir.

Mr. Chairman: Let him say.

اخونزادہ بہرور سعید: جناب والا! آج کل کی دنیا میں بنکنگ کا شعبہ معاشی زندگی کے لیے ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے اور جتنے بنک اس ملک میں کام کر رہے ہیں ان پر کنٹرول نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان کے ہیڈکوارٹرز یہاں پر منتقل نہ کیے جائیں اس وقت تو ایک ایسی

[Akhunzada Behrawar Saeed]

move چل رہی ہے کہ بنکوں کو نجی شعبوں میں دیا جا رہا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت کسی بنک کی privatization مفید نہیں ہوگی آپ اس وقت مسلم کمرشل بنک کو کر رہے ہیں اور وہ اس وقت منافع میں جا رہا ہے اس کے نقصان کے ابھی تک کسی نے شکایت نہیں کی ہے نجی تحویل میں دینے سے اس کا جتنا سٹاف ہے وہ ان لوگوں کے رحم وکرم پر ہو جائیگا وہ جب چاہیں ان کو نکالیں جب چاہیں ان کو لے آئیں ان میں اضافہ کریں یا کم کر دیں وہ یہ حق رکھتے ہیں جناب! یہ ایسی چیز ہے کہ ان بنکوں کے جہاں جہاں ہیڈ کوارٹرز ہیں کراچی میں ہیں یا پشاور میں ہیں یہ سب اگر اسلام آباد میں ہوں تو ان کو اچھے طریقے سے کنٹرول کر سکیں گے اس لیئے بہتر یہ ہوگا کہ ان کے ہیڈ کوارٹرز یہاں پر ہوں بہ نسبت اس کے کہ وہ پشاور میں ہوں یا کراچی میں ہوں یا کسی اور جگہ ہوں اس وقت جو سسٹم ہے اس سے توجہ تقسیم ہو جاتی ہے اور اس پر خاص توجہ نہیں دی جا سکتی۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی! شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: جناب والا! اس قرارداد پر اس ہاؤس میں پہلے بھی بحث ہو چکی ہے اور سینیٹر کی معروضات کو درخور اعتنا سمجھتے ہوئے عارضی طور پر جو اقدامات کیئے گئے تھے ان سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوا لہٰذا انتظام میں وہ جو پیش رفت ہوئی تھی وہ بے کار ثابت ہوئی جناب والا! ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ آیا یہ بنک سارے پاکستان کے لئے ہیں یا صرف کراچی کے لیئے ہیں۔ حضور والا! یہ بھی حماقت ہوگی کہ اب انہیں وہیں رکھا جائے کیونکہ وہاں اتنی ڈیولپمنٹ ہو چکی ہے اور saturation stage پر پہنچ چکی ہے کہ اس میں further development کے لیئے کوئی scope ہی نہیں رہا۔ کیا شمالی علاقہ جات، پنجاب، بلوچستان کے علاقے۔ یہ deserve نہیں کرتے ہیں کہ ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں شفٹ کیے جائیں جو کہ پاکستان کا مشترکہ شہر ہے: اس پر کسی کی اجارہ داری کو تسلیم نہیں کرنا چاہیئے اس لیئے میں اس قرارداد کی پرزور تائید کروں گا کہ تمام مالیاتی اداروں کے ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں منتقل کیئے جائیں جس طرح کہ حکومت کا ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں ہے۔ یہاں ان پہ زیادہ مؤثر طریقے پر چیک قائم رکھا جا سکے گا۔

اور جو لوگ قرضوں کی سہولتیں enjoy کرتے رہے ہیں اگر وہ اپنی انڈسٹری کو ملک کے دوسرے حصوں میں شفٹ کر دیں تو پھر یہ علاقے بھی ترقی کر سکتے ہیں یہ سب کچھ اسی وقت ہوگا کہ ان اداروں سے استفادہ کے لیے ان کے ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد منتقل کیے جائیں میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں

جناب چیئرمین: حافظ حسین احمد صاحب،

حافظ حسین احمد: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے تجارتی بنکوں کے قیام کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ جو علاقے پسماندہ ہوں اور جو علاقے غیر ترقی یافتہ ہوں وہاں قرضے مہیا کیے جائیں ۔ میں اس میں بصد احترام ترمیم پیش کروں گا کہ تمام صوبوں کے صوبائی دارالحکومتوں میں بنکوں کے ہیڈ کوارٹرز قائم کریں۔ جہاں تک صوبہ بلوچستان کا تعلق ہے میں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جب یہ لوگ کراچی میں قرضوں کی فراہمی کے لئے جاتے ہیں تو وہاں انہیں معمولی قرضے دینے میں بھی لیت ولعل سے کام لیا جاتا ہے خصوصاً زرعی ترقیاتی بنک جس کا ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں ہے اس سے ملک کے دور دراز کے حصوں کے عوام کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ میری رائے یہی ہے کہ صوبہ بلوچستان میں، صوبہ سندھ اور دوسرے علاقوں میں ان بنکوں کے ہیڈ کوارٹرز ہوں ہمارے ہاں الحمدللہ بنک بہت ہیں اگر ان بنکوں کے ہیڈ کوارٹرز مختلف صوبوں میں ہوں گے تو ان سے زیادہ لوگ استفادہ کر سکیں گے اور زیادہ سہولت اور آسانی کے ساتھ لوگ قرضے حاصل کر سکیں گے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد ۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں اور پورے ایوان کے معزز اراکین کی خدمت میں پورے ادب کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسئلہ نہ کوئی جذباتی مسئلہ ہے اور نہ محض اس کا تعلق صوبائی خود مختاری یا علاقائیت سے ہے اس لئے جب یہ ایوان اہم قومی مسائل کے اوپر گفتگو کرتا ہے تو اسے حقائق کو سامنے رکھ کر اور زیادہ سے معروضی انداز میں، objective انداز میں، چیزوں کو

[Prof. Khurshid Ahmed]

organize بھی کرنا چاہیے اور recommendation دینی چاہیے۔ اگر یہ ایوان ایسی قراردادیں پاس کرنے لگے کہ جن کے پیچھے اتنی تحقیقی مطالعہ اور تجزیہ نہ ہو اور کچھ چلتی ہوئی باتیں ہوں جن کی بنیاد پر ہم ان کو پاس کر دیں یا پیش کر دیں تو بہت ہی ادب سے عرض کروں گا کہ آج تک اس ایوان نے اس معاملے میں بڑا ہی اونچا معیار قائم کیا ہے، بڑا مثبت رویہ اختیار کیا ہے اور ہمیں آئندہ بھی اسی پہلو کو سامنے رکھنا چاہیے ہم کسی گروہی یا کسی دوسری بنیاد پر بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ جو بات عرض کر رہے ہیں اس میں ہماری یہ کوشش ہے کہ پاکستان کے مفاد اور حقائق کی بنیاد پر فیصلے ہوں۔

جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں اس قرارداد کے الفاظ کا تعلق ہے، میں تو اس کے الفاظ ہی سمجھنے سے قاصر ہوں۔

This House recommends hat the Headquarters of all the Nationalized Commercial Banks be established at Islamabad.

جناب والا! establish کوئی چیز اس وقت ہوتی ہے جب آپ کسی چیز کو قائم کریں۔ پاکستان میں یہ کمرشل بنک ایک مدت سے کام کر رہے ہیں ان کے ہیڈ کوارٹرز پہلے ہی ہیں آپ غالباً ان کو منتقل کرنے کی بات کر رہے ہیں لیکن اس کے لئے جو الفاظ آپ نے استعمال کئے ہیں وہ establish کے استعمال کئے ہیں جو پوری قرارداد کو، مجھے معاف رکھیں مہمل بنا دیتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ان بنکوں کے ہیڈ کوارٹرز کو منتقل کروانا چاہتے ہیں تو پھر قرارداد میں منتقلی کی بات ہونی چاہیے۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ اس کے ہیڈ کوارٹرز کراچی میں بھی ہوں اور یہاں بھی قائم ہو جائیں۔ اس صورت میں اسلام آباد میں ہیڈ کوارٹرز establish کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ جس نے بھی اس ریزولیوشن کو frame کیا ہے اس نے جو حقائق کا بنیادی تقاضا ہے اس کو پوری طرح ملحوظ نہیں رکھا ہے۔

دوسری بات جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ بنک کے ہیڈ کوارٹرز کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ دیکھئے کہ سٹیٹ بنک پاکستان ہے جو اس ملک کا مرکزی بنک ہے، سٹیٹ بنک آف پاکستان کی seat جو ہے وہ کراچی ہے۔ اسلام آباد نہیں ہے۔ اور آگے بڑھیئے۔ بینکوں کا ارتقاء جس طریقے سے ہمارے ملک میں ہوا ہے۔ فطری طور پر کراچی جو اس ملک کا کیپیٹل ہے، فنانشل کیپٹیل ہے، جہاں آپ کی پچاس فیصدی سے زیادہ انڈسٹری ہے، جہاں کے لوگ پورے ملک کا ۶۰ فیصدی ٹیکس ادا کر رہے ہیں، جہاں کہ circulation of money جو ہے ان دونوں کی مناسبت سے پایا جاتا ہے، وہیں ان بینکوں کے ہیڈ کوارٹرز قائم ہو سکتے ہیں بینکوں کے ہیڈ کوارٹرز بھی انہی فطری حقائق کی بنیاد پر قائم ہوا کرتے ہیں وہ محض جذبات اور سیاسی خواہشات کی بنیاد پر نہیں ہوا کرتے۔ میں آپ کے سامنے مثال پیش کرتا ہوں امریکہ کا دارالخلافہ واشنگٹن میں ہے، واشنگٹن ڈی سی۔ لیکن اس کا فنانشل کیپیٹل نیویارک ہے۔ اس کے سارے بڑے بینکوں کے مراکز جو ہیں وہ نیویارک میں پائے جاتے ہیں آپ جرمنی کو دیکھئے، جرمن کا کیپیٹل پہلے برلن تھا، پھر فیڈرل جرمنی کا ایک مدت تک بون رہا ہے لیکن فنانشل کیپٹیل فرینکفرٹ ہے۔ انگلستان کو آپ دیکھئے جسے Gate City کہتے ہیں، وہ صرف ایک مربع میل کا رقبہ ہے جس کے اندر سارے بینکس موجود ہیں، ان کے ہیڈ کوارٹرز موجود ہیں۔ ہیڈ کوارٹرز کا تعلق، بینکوں کے ہیڈ کوارٹرز کا قیام ان کے تاریخی ارتقاء، ان کے کام، وہ شہر جہاں پر کہ وہ کام کر رہے ہیں، ان کی مالی situation پر منحصر ہوا کرتا ہے اس چیز کا انحصار محض خواہشات پر نہیں ہوا کرتا۔

جناب والا! پھر دوسری چیز یہ ہے کہ آخر اس کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے، اس بارے میں دو تین باتیں کہی گئیں ہیں، ان میں ایک یہ کہی گئی ہے کہ بنک کا کام جو ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کو قرضے فراہم کرے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے لیکن یہ کام بینکوں کے ہیڈ کوارٹرز میں نہیں ہوتا ہے۔ بینکوں کے ہیڈ کوارٹرز کا بنیادی کام تو پالیسی بنانا ہوتا ہے۔ وہ اس کا بنیادی infrastructure ہے banking کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

functions کا decentralization اور چیز ہے اور ہیڈکوارٹرز
کا ٹرانسفر کرنا اور چیز ہے۔ اگر آپ ہیڈکوارٹرز اسلام آباد لے آئیں لیکن آپ اس کے
functions کو decentralize نہ کریں، اور آپ علاقائی ضروریات کے
لیے مناسب انتظام نہ کریں، اور آپ decision making کے لیئے مختلف
stations قائم نہ کریں تو اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لیئے ہمیں چاہیئے
کہ issues کو confuse نہ کریں۔ ہیڈکوارٹرز کا قیام اور چیز ہوتی ہے
اور decentralized operations اور چیز ہوتی ہے۔ جس چیز کی ہمارے ملک
میں ضرورت ہے اور جس کی طرف معزز ممبران نے نشاندہی کی ہے کہ ہمارے ملک میں
ہر صوبے میں کریڈٹ کی facilities حاصل ہوں۔ فیصلوں کے ہونے
میں زیادہ وقت نہ لگے۔ فیصلے بروقت ہو سکیں اور اسی علاقے میں ہو سکیں جہاں چیزیں
initiate کر رہی ہوں یہ decentralization کا کام ہے، یہ کام
ہیڈکوارٹرز شفٹ کرنے سے نہیں ہو جائے گا، ہیڈکوارٹرز ٹرانسفر کرتے سے آپ
ایسا نہیں کر سکتے کہ سارے ملک کے مسائل حل ہو جائیں۔ میرا خیال اس بارے میں
یہ ہے جس کا میں نے اظہار کیا ہے۔ ہیڈکوارٹرز شفٹ کرنے کے لیے جو دلائل دیے
جا رہے ہیں یا جس ضرورت کا اظہار کیا جا رہا ہے، اس ضرورت سے اس مطالبہ کا
کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس بنا پر میری نگاہ میں جس طریقے سے یہ چیز سامنے آئی ہے،
اسے اس انداز میں اس ایوان کے لیئے endorse کرنا مناسب نہیں ہے
البتہ ہمیں جو بات کہنی چاہیئے اور جو بات اس ملک کے لیئے ضروری بھی ہے وہ یہ
ہے کہ ملک کے تمام علاقوں میں، تمام صوبوں میں بینکنگ کی اعلیٰ ترین facilities
کو فراہم کیا جائے۔ صنعتی ترقی پھیلانے کے لیئے جو رول بینک ادا کرتے ہیں
اس کی مناسبت سے ریجنل بینک ہوں decentralization کیا جائے،
نئے بینک جو قائم ہو رہے ہیں ان کے ہیڈکوارٹرز لازماً اپنے صوبوں میں ہوں
گے جیسے پنجاب بینک ہے اس کا ہیڈکوارٹرز لاہور میں ہے۔ اسی طریقے

دوسرے صوبے سے اپنے بنک قائم کریں آپ کی privatization of Banking کیا ہے؟ Privatization of Banking کے نتیجے کے طور پر نئے بنک قائم ہوں گے اور ابھی حال ہی پچھلے پانچ چھ مہینے میں جو بنک بنے ہیں اُن میں سے ایک کا ہیڈکوارٹر پشاور میں بھی ہے۔ اس طریقے سے در اصل naturally dispersal سے استفادہ ہو گا۔ ہمیں اس issue کو confuse نہیں کرنا چاہیئے۔

پھر میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کو privatization کی پالیسی کے context میں بھی دیکھیں۔ ایک طرف آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم حکومت کا کنٹرول ختم کرنا چاہتے ہیں اور جو میری نگاہ میں بالکل صحیح پالیسی ہے اور دوسری طرف آپ سارے مطالبات کر رہے ہیں اس assumption پر، کہ ان بینکوں کو حکومت کے ہاتھوں میں رہنا ہے۔ یہ سیاسی بات ہے۔ میں جناب والا! یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان بینکوں کو قومیانے کے بعد جو دوسری زیادتی ان کے ساتھ ہوئی یعنی پہلی زیادتی قومیانہ تھی دوسری زیادتی یہ ہوئی کہ ان کو وزارت خزانہ کے تابع کر دیا گیا۔ حالانکہ nationalized banks کے لیئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ وزارت خزانہ کے تابع ہوں۔ مثال کے طور پر متراں جب فرانس میں برسر اقتدار آیا تو اس نے وہاں پر بینکوں کو نیشنلائیز کیا۔ لیکن نیشنلائیز کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے اوپر حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں رکھا۔ بلکہ انکو کچھ قومی مقاصد کا پابند کیا۔ اور ان کے لیئے professional performance criterion مقرر کیا ان کی autonomy کو محفوظ کیا۔ در اصل بینکوں کو براہ راست کنٹرول صرف اور صرف سٹیٹ بینک کو کرنا چاہیئے۔ بنکنگ کونسل اور وزارت خزانہ دونوں کا کنٹرول میری نگاہ میں غلط ہے۔ یہ سارے فنی مسائل ہیں۔ ان مسائل پر ہم کو objectively اور علمی انداز میں اور یہ دیکھتے ہوئے کہ کیا چیز اس ملک کے مفاد میں ہے۔ اور دنیا کے تجربات کس چیز کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں،

[Prof. Khurshid Ahmed]

اپنی رائے ظاہر کرنی چاہیئے۔ اور میں پورے ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس بنا پر موجودہ شکل میں یہ ریزولوشن اس لائق نہیں ہے کہ یہ ایوان اس کی تائید کرے

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین! محترم پروفیسر خورشید صاحب کے دلائل سے مجھے اختلاف نہیں ہے لیکن میرے خیال میں دو تین باتیں ان کے تجزیے میں نہیں آئیں، تین سال پہلے یہ ریزولیوشن آیا تھا اس وقت وزیر خزانہ محبوب الحق صاحب تھے۔ انہوں نے decentralization کے لیئے تمام صوبوں میں صوبائی بورڈوں کے ڈائریکٹروں کا تقرر کیا۔ اور یہ کہا گیا کہ ان لوگوں پر سیلنگ کی کوئی پابندی نہیں ہو گی وہ قرضوں یا ملازمتوں کے جو بھی صوبائی معاملات ہوں گے خود ہی طے کریں گے۔ لیکن ہمیں تلخ تجربہ ہو چکا ہے اور کم از کم میں بلوچستان کی حد تک کہتا ہوں کہ ان کو چپڑاسی تک کا تقرر کرنے کا اختیار نہیں تھا اور آج اس حکومت کے آنے کے بعد تک بھی، کلرک اور چپڑاسی بھی ہیڈ کوارٹرز سے بھرتی ہوتے ہیں۔ اتنی بڑی ناانصافی تو اس صوبے کے لوگوں کے ساتھ ہوئی ہے وہاں کے پڑھے لکھے لوگ، پلیسمنٹ بیورو کے احکامات باوجود قابل پذیرائی نہیں سمجھے گئے۔ حکومت نے ۱۶ سو آدمی رکھ لینے کے باوجود بھی بلوچستان کے ۲۲ آدمی نہیں رکھے۔ اس لیئے ہم بالکل چاہتے ہیں کہ بینکوں کا ایک ایک صوبے میں ہیڈ کوارٹرز شفٹ کیا جائے اور کم از کم یہ محسوس کر لیا جائے کہ آخر یہ تجربہ جو ناکام ہوا ہے یہ ہیڈ آفس نے ناکام کرایا ہے۔ اور وزارت خزانہ کی وضاحت کے باوجود بھی آج تک کسی صوبے میں کسی بھی ڈائریکٹر کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی طرف سے کلرک بھی مقامی بھرتی کر سکے۔ جب ان کے اختیارات یہ تھے تو یہ بینک کیسے چلتے رہے۔

دوسرا زرعی بینک کا سوال ہے جس کا ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں ہے R.D.C. یہ بھی پسماندہ علاقوں کے لیئے بنایا گیا تھا اس کا بھی ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ڈی سنٹرلائیزیشن صرف on paper نہ ہو اس کا کم سے کم عملی مظاہرہ بھی ہو اور اس مطالبے میں ہمارا صوبہ بالکل حق بجانب ہے اور میں تو چاہتا

ہوں کہ چاروں صوبوں میں ہوں لیکن کم از کم ریجنٹل ڈویلپمنٹ کارپوریشن یا N.D.F.C. کے دفاتر کو تو صوبوں میں منتقل کیا جائے۔ یہ حکومت کا کام ہے کہ DFIS جن کے ہیڈکوارٹرز بھی کراچی میں ہیں، صرف بینکوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ لہذا میرا خیال یہ ہے کہ حکومت کو اب سوچنا چاہیئے کہ اگر یہ وفاقی یونٹوں کو خوش نہیں رکھ سکتے تو یہ سیاسی مسئلہ بھی نہیں ہے اور نہ یہ جذباتی ہے، اب یہ دیکھئے کہ اتنے بڑے صوبے میں ایک بھی DFI کا ہیڈکوارٹرز نہ ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ پشاور میں بھی ہونا چاہیئے۔ آخر یہ سوچیں کہ سابقہ حکومت میں پنجاب کے لوگوں کو کیوں بینک آف پنجاب بنانے کا خیال آیا، آخر کوئی وجہ تھی ناں، میں کہتا ہوں کہ اب آپ ریجنل بینک قائم کرنے کی تو اجازت دے رہے ہیں کیوں نہ شیڈولڈ بینک کی اجازت آپ دیتے جو established بینک ہیں جس میں لوگ قومی بنیادوں پہ بھرتی ہوئے ہیں۔ اگر وہ لوگ وہاں یہ بینک چلا رہے ہیں تو اپنے صوبے میں کیوں نہ چلا سکیں گے اور اس طرح ریجنل بینک کی ضرورت بھی نہیں رہے گی اور کیوں ہم صوبوں اور ضلعوں کے نام پہ بینک بنائیں۔ جب کسی ایک بینک کا ہیڈکوارٹرز متعلقہ صوبے میں ہوگا تو وہاں کے لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ پاکستان کہیں ان کا بھی بھرپور حصہ ہے۔ جہاں تک پروفیسر صاحب کی بات (غیر مرکزیت) کا تعلق ہے یہ تین سے چار سال پہلے (غیر مرکزیت) ہوئی ہے۔ اب انہوں نے بورڈ کے ڈائریکٹر کا نام بدل کر پراونشل چیف کر دیا ہے۔ لیکن وزیر خزانہ جواب دیں کہ کلرک یا چپڑاسی تو وہ بھرتی کر نہیں سکتے تو پھر ان کی وہاں موجودگی کا احساس کیا ہے۔ جہاں تک کریڈٹ کا معاملہ ہے تو کریڈٹ کمیٹی بلوچستان میں بنی ہوئی ہے جب کہ فیصلے لاہور اور کراچی میں ہوتے ہیں۔ اس قسم کی ناجائز پابندیاں وزارت خزانہ نے عاید کی ہوئی ہیں۔ وزارت خزانہ کے ایک جوائنٹ سیکرٹری کی جس کا میں نام نہیں بتانا چاہتا، ہدایت پر بینکوں کے پریذیڈنٹ اپنی گاڑیاں اور contingencies کے تمام پیسوں کو اس کی اور سیکشن افسروں کی ڈسپوزل پہ رکھتے ہیں تو اس میں وزارت خزانہ

[Syed Faseih Iqbal]

کا اپنا قصور ہے۔ وزارت خزانہ نے جب ان کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا تو انہیں دوسرے صوبوں کے لوگوں کے مفاد کا بھی خیال رکھنا چاہیئے تھا۔ اب تک اس حکومت کا یعنی آئی جے آئی کی حکومت کا وہ وعدہ بھی پورا نہیں ہوا کہ جس وقت یہ آئیں گے تو تمام صوبوں کے مفاد کا خیال رکھیں گے۔ اس قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں اور کم از کم دس بینکوں میں سے چار بینکوں کے ہیڈ کوارٹرز صوبائی دارالحکومت میں منتقل کئے جانے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: نہیں تو پھر حمایت کیسے کرتے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ اسلام آباد میں لاؤ۔

سید فصیح اقبال: نہیں اسلام آباد میں تو ایک دو بینکوں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین: اس طرح کریں ناں اگر آپ ۔ ۔ ۔ ۔

سید فصیح اقبال: یہ میری ترمیم ہے ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین: تو پھر ترمیم پیش کریں ناں۔

سید فصیح اقبال: ہاں یہ میری ترمیم ہے شیڈولڈ بینکوں کے ہیڈکوارٹرز چاروں صوبائی ہیڈکوارٹرز میں منتقل کئے جائیں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین: جی جناب بشیر احمد مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ: جناب چیئرمین! میں سید فصیح اقبال کی contention کی تائید کرتا ہوں۔ میں بھی نہایت ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم یہاں بیٹھ کر کوئی فیصلہ یا بات کرتے ہیں تو اس کا پس منظر سامنے رکھ کر کرتے ہیں ویسے perfanctory طریقے سے نہیں کرتے۔ میں اس میں صرف یہ ترمیم تجویز کروں گا کہ کمرشل بینکوں کے متعلق یہ ہو کہ Commercial Banks be re-distributed in such a way that at least one headquarters be established in each provincial capital.

Mr. Chairman: Headquarters or Head Office. کیوں جی پروفیسر صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹھہ : ہیڈ آفس کہیں یا جو بھی کہیں۔

جناب چیئرمین : یہ باقاعدہ لکھ کر دے دیں تاں اب مختلف ترامیم شروع ہو گئی ہیں I think it will be better آپ بھی اور فصیح صاحب بھی مجھے لکھ کر دے دیں تو بہتر رہے گا۔

جناب بشیر احمد مٹھہ : میں لکھ کر دے دوں گا جناب۔ یہ بات صاف ہے اور اسمیں ڈسکشن کی اتنی ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ایک بینک کا ہیڈ کوارٹرز جہاں ہوتا ہے وہاں کے مقامی لوگ اس سے کافی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ اب اتنے سارے بینک ہیں جن کے ہیڈ کوارٹرز کراچی میں قائم ہیں، اگر سارے پاکستان کے صوبوں میں ان کو تقسیم کر دیا جائے تو ان کا فیض عام ہو جائے گا۔ اور سب لوگ اس سے استفادہ کر سکیں گے۔ جب ایک ایک بینک کا ہیڈ کوارٹرز ہر صوبے میں ہوگا تو سب کو فائدہ ہوگا اس کے علاوہ کچھ صدر دفاتر اسلام آباد میں بھی آجائیں۔ اسلام آباد اس ملک کا دارلحکومت ہے۔ سب چیزیں یہاں پر ہیں اور یہ پاکستان کا مخصوص شہر ہے۔ یہاں پر بھی اگر ہیڈ کوارٹرز ہو تو اس میں مجھے کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔ اس سے استفادہ بڑھے گا۔ کراچی میں پہلے ہی ڈی ایف آئی دفاتر موجود ہیں وہاں پر ان کا اپنا بھی اتنا کیپیٹل ہے کہ وہاں کے لوگوں کو اتنی سپورٹ کی ضرورت نہیں ہے جتنی ان neglected علاقوں کو ہے جہاں ہیڈ آفس نہیں ہیں اسی لیے میں ان کی بات کو سپورٹ کرتا ہوں اور اس ترمیم کو میں propose کرتا ہوں اس سے سب کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ سب جگہ بینک تقسیم ہو جائیں گے اور خوشحالی کا ان کے ساتھ جو واسطہ ہے وہ سب کے لیئے یکساں ہو جائے گا۔ اتنی سی گزارش ہے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین : جی احمد میاں سومرو صاحب۔

Mr. Ahmedmian Soomro: Thank you Mr. Chairman. Sir, I will confine myself to the resolution before this House. There is no amendment moved to it according to

[Mr. Ahmedmian Soomro]

the rules, therefore, I would not think that there is any amendment to this because there is a procedure prescribed for moving an amendment and if that was moved then the amended resolution, if allowed by the House, would be put before this House. So, therefore, I would take the resolution Sir, as it is, that has been brought before the House. First of all my learned brother Prof. Khurshid, Senator pointed out the wording of the resolution saying that the House recommends that the Headquarters of all the nationalized commercial Banks be established in Islamabad. This means, they are seeking to do something new, and not the intention of shifting of Headquarters, therefore, there is no question, I think, Sir, of establishing the banks at Islamabad all the national commercial banks. So, the resolution itself probably does not show what it ultimately was intended to mean that we could start establishing, I mean we will have to bring up new banks. Then, the principle behind this Sir, also I would oppose. First of all the Government is now moving towards privatization. In privatization the boards concerned of the new owners of whoever they are, it is for them to consider what could be beneficial for them. This latest Resolution, if passed, would really be weighty and bring up or keep up the image of the Senate because a Resolution passed by the Senate is supposed to have very great value and the Government has to think twice before they could by-pass it. So, Sir, the question of establishing all those banks does not arise here.

Now, the question of shifting headquarters as in the present Resolution, even otherwise, Sir, there are various aspects to be taken into consideration. First of all a bank would like to carry on its business at a place where there is greater circulation of money, where there is greater business for them and the bank will not look to other ulterior motives to establish for the sake of that locality or so. It has to work in its overall capacity. Therefore, from that point of view since the Government has not even thought it fit to shift State Bank of Pakistan which is just of

Government there is no reason for it even they were commercialized, to shift the headquarters to a place where there is not much circulation of money, looking from the business point of view, what circulation would it be for the banks in Islamabad as compared to Karachi. Karachi is one of the biggest trading centres. therefore, the banks always try to establish themselves where they get more business, they can make more profits, that is their main concern.

Secondly, Sir, the question is if they were even taken to shift them, what about the unemployment which is already a very great problem, how many people of Karachi, of Sindh, are employed in the banks at Karachi. Are you going to just throw all of them on streets? Is it possible for those small low paid people to establish themselves at Islamabad? In Islamabad there is already shortage of accommodation and people cannot get a roof to be under. So, are those lakhs of people going to be just thrown on the streets? It will shatter the economy of Karachi and thereby of Sindh which is already established. If they desire more banks, they can come up in the private sector, they can serve the cause of people in their provinces but what exactly they want, I think, is decentralization. There I fully agree. These banks must be decentralized and powers be given -to the banks in each of the province to deal with their affairs as far as possible. Therefore, I think, I cannot support this and I strongly oppose this Resolution.

Mr. Chairman: Thank you. Jehangir Shah Jogezai Sahib.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جناب عالی! جب ہم کہتے ہیں کہ پسماندہ علاقوں کو
ہم نے ترقی دینی ہے تو اس کے لیے فنڈز کی ضرورت ہے۔ کارخانوں کی
ضرورت ہے۔ Agro based factories کی ضرورت ہے اور پھر اس
کے لیے بینکوں سے قرضے لینے کی ضرورت ہے۔ یہ جو چیخ و پکار ہوتی ہے

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

اس وقت ہوتی ہے جب لوگوں کو اپنی توقعات کے برخلاف کچھ نہیں ملتا۔ وہ پھر کوئی نہ کوئی طریقہ ڈھونڈتے ہیں۔ یہ بھی وہی طریقہ ہے۔ کہتے ہیں کہ ہیڈ کوارٹرز ادھر لائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے اپنے ذہنوں میں یہ ہے کہ جب تک آپ کے ذاتی تعلقات کسی سے نہ ہوں کام نہیں چلتا۔ چاہے وہ سرکاری ہو چاہے اس کا تعلق بینک سے ہو۔ جیسا کہ ابھی میں نے کہا تھا جب آپ کسی سے قرض لیتے ہیں تو زمین ایسی ہوتی ہے جس کی قیمت پانچ پیسہ بھی نہیں ہوتی لیکن آپ پٹواری سے مل کر اور پیسے درمیان میں ڈال کر اسے دس ہزار کا بتا دیتے ہیں اور ایک لاکھ روپیہ لے لیتے ہیں اور ایک سو ایکڑ دے دیتے ہیں کہ چھوڑ دو ضبط ہوتی ہے تو ہو جانے۔ یہ طریقہ ہمارے ملک میں رائج ہے۔ اب جب پیسے کا منبع کراچی میں ہو تو ہمارے فورٹ سنڈیمن یا ٹرائبل ایریا سے کوئی آدمی وہاں پر کیا کارخانہ لگائے گا۔ پیسہ کہاں سے لے گا جب وہ وہاں تک نہیں پہنچے گا۔ نہ اس کی جان ہے نہ پہچان ہے۔ یہ اصل معاملہ ہے۔ بات یہ ہے کہ اس کو کس طرح سہولت دی جائے۔ چاہے آپ اس کا ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں بنائیں یا چاند پر بنا لیں۔ اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ پیسے ہم کو کس طریقے سے پہنچا سکتے ہیں۔ ہم آپ سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اصل مقصد تو یہ ہے جیسے ہم نے دیکھا ہے حتیٰ کہ آپ نے فیڈرل سروس کمیشن کی اسامیوں میں بھی اپنے کوٹے رکھ لیے ہیں لیکن آپ دیکھیں کوٹہ کس کو ملتا ہے۔ اس کی بھی تو آپ تحقیقات کریں۔ یہ تو بڑے افسروں کے لیے بھی فراڈ کرتے ہیں۔ ہمارا ضمیر زندہ نہیں ہے۔ یہاں پر ہر معاملہ اسی ترازو میں تلتا ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ آپ اس نظام کو کسی طرح سے کامیاب بنائیں کہ ہر شخص، ہر علاقے کے لوگ اگر کوئی کارخانہ لگانا چاہیں تو انہیں پیسے مل سکیں کوئی feasibility report بنانا چاہیں تو اس کے لیے ٹیکنیکل آدمی موجود ہوں۔ تب ہم اس معاملہ کو سلجھا سکتے ہیں اور پسماندہ علاقوں کو اس معیار پر لا سکتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ

دارلحکومت کو کراچی سے کیوں اسلام آباد لانے ۔ اس کے پیچھے کیا عوامل تھے ۔ سیاسی ٹیکنیکل اور بہت سی چیزوں کو پیش نظر رکھ کر دارلحکومت کو کراچی سے نکالا گیا تھا ۔ ان وجوہات کا ساری دنیا کو پتہ ہے میں انہیں نہیں دہراوں گا ۔ میں اس کی یہاں تک تائید کرتا ہوں کہ اس بینکنگ کا سلسلہ ایسا درست کیا جائے جس سے ہر جگہ کے لوگ استفادہ کر سکیں ۔ کسی بینک کی جہاں برانچ ہو وہاں کے لوگوں میں سے کم از کم چپڑاسی تو وہ خود بھرتی کر سکیں ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین: شکریہ ! جی جناب سرتاج عزیز صاحب ۔

جناب سرتاج عزیز: جناب چیئرمین ! اس ریزولیوشن پر کافی بحث ہو چکی ہے اور جیسا کہ بہت سے ممبران نے کہا کہ ہیڈکوارٹرز کو اسلام آباد شفٹ کرنے سے تو کوئی زیادہ مقصد حل نہیں ہو گا ۔ کیونکہ بینکوں کا بہت سا کام تو بزنس اور کامرس کے ساتھ منسلک ہے انڈسٹری کے ساتھ منسلک ہے existing business کو فنانس کرنا اور ظاہر ہے کہ کراچی اس وقت مرکز ہے وہاں کا ۔ دوسرے ان کے صوبائی ہیڈکوارٹرز بھی قائم کیئے جا چکے ہیں ۔ اور سب سے بڑا مسئلہ تو یہ ہے کہ کوئی دس ہزار سے زیادہ ملازمین صدر دفاتر میں ہیں اور ان کو یہاں شفٹ کرنا ویسے بھی ناقابل عمل ہے ۔ لیکن اس قرارداد کے حوالے سے اراکین نے اور مسائل بھی اٹھائے ہیں جن کا قرارداد سے تعلق نہیں ہے مثلاً پسماندہ علاقوں کو کس طریقے سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے ، قرضوں کی زیادہ سہولتیں دی جائیں اور اس کے علاوہ ان کی ضروریات کیسے پوری کی جائیں ۔ تو یہ مسائل واقعی جائز ہیں ۔ اس سلسلے میں پہلے بھی بات ہو چکی ہے اور نئے کمرشل بینک قائم کرنے کے بارے میں ہماری نئی پالیسی ہے کہ قطعی معیار مقرر کیا جائے اور نئے بینکوں کے صدر دفاتر مختلف جگہوں پر قائم کیے جائیں صرف کراچی میں مجتمع نہیں ہوں گے ۔ کوئٹہ میں بھی ہوں گے پشاور میں بھی ہوں گے ۔ لاہور میں بھی ہوں گے ۔ اس سے یہ مسائل حل ہو جائیں گے لیکن جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے یہ قابل عمل بھی نہیں

[Mr. Sartaj Aziz]

اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے اور ویسے بھی disinvestment کا عمل جاری ہے اس وقت کسی ایسی تجویز پر غور بھی نہیں کیا جا سکتا اس لیے میں تجویز کروں گا کہ اس قرارداد کو سینٹ مسترد کر دے اور جو دوسرے مسائل پیش کئے گئے ہیں ان پر مذکورہ پالیسی کا عمل جاری ہے اس پر مزید غور ہو سکتا ہے تاکہ پسماندہ علاقوں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جا سکیں اور ان کی ضروریات کا خیال رکھا جا سکے۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! جس طرح وزیر موصوف نے کہا ہے ہم سب بھی یہی چاہتے ہیں کہ dispersion ہو decentralization ہو۔ اس لیے اس کو مسترد کرنا مناسب نہیں ہے آپ کی یقین دہانی کی روشنی میں اسے withdraw کر لیا جائے۔ اس کی provision رولز میں موجود ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ساری بات تو پھر بہرہ ور سعید کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ اب ان کو منائیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب وزیر صاحب نے جو یقین دہانی کرائی ہے۔

In view of that I am prepared to withdraw it but let me make my submission, Sir.

جناب چیئرمین: جی جی فرمائیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس حکومت کو یا اس ملک کو اب یہ حوصلہ ہو گا کہ کسی بات پر وہ قائم رہے nationalization پھر de-centralization پھر اس کے بعد privatization یہ zation, zation کب تک چلتا رہے گا کسی جگہ پر اب اس کو قائم ہونا چاہیئے خدا کے واسطے یہ تجربے ختم کیجئے ٹھیک ہے یہاں ہیڈکوارٹرز نہ لائیں آپ کو suit نہیں کرتا تو نہ لائیں لیکن اس میں اتنا تو دیکھئے کہ جس شخص کو یا جن لوگوں کے پاس آپ یہ بینکس بیچ رہے ہیں یا ان کو دے رہے ہیں ان کو کیا فائدہ ہو گا اور جو لوگ اس

سے محروم ہو رہے ہیں ان کا کیا ہوگا خدا کے واسطے اس ملک کے عوام پر تو رحم کریں ان ملازمین کی طرف توجہ دیں جو اس بینک میں کام کرتے ہیں اور یہ zation, zation ختم کریں ایک دفعہ فیصلہ کیجئے کہ ہاں یہ zation ہے privatization ہے تو کرلو nationalization ہے تو کردو de-centralization ہے تو کر لو اگر نہیں کرتے تو خدا کے واسطے یہ نئے نئے تجربے کرنے چھوڑ دو آج پاکستان کو بنے ہوئے ۴۳ سال ہو گئے ہم تجربوں سے گذر رہے ہیں لیکن ایک چیز ہے۔

In view of his assurance, I beg to withdraw this.

Mr. Chairman: O.K. Withdrawn.

<u>جناب سرتاج عزیز</u>: میں ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ وضاحت کردوں کہ اس privatization کے عمل میں بینک کے جو ملازمین ہیں ان کا تحفظ کیا جا رہا ہے اور یہ کہنا کہ ایک پالیسی ہو جس میں تبدیلی نہ ہو تو اس کے جواب میں میں یہی کہوں گا کہ

سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, He has to seek permission to withdraw this.

<u>جناب چیئرمین</u>: کیا ایوان بہرہ ور سعید کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اسے واپس لے لیں

(The leave was allowed).

<u>اخونزادہ بہرہ ور سعید</u>: میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں

<u>جناب چیئرمین</u>: اب ایوان کو چونکہ ملتوی کرنا ہے تو کب تک ملتوی کیا جائے اس سلسلے میں مختلف آراء موصول ہوئی ہیں کچھ حضرات نے کہا ۱۴ تک کر دیں کچھ نے کہا ۱۵ تک کر دیں کچھ نے کہا ۱۸ تک کر دیں تو ایوان کی کیا رائے ہے۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, we were given to understand that the House would be adjourned today an we would meet on the 14th. So, I have called a meeting of the Standing Committee on Agriculture on the 13th for that matter, so that people will be here, Sir.

<u>جناب چیئرمین</u>: فخر امام صاحب آپ کی کیا رائے ہے۔
<u>سید فخر امام</u>: جناب ہمارے کچھ ایسے کام ہیں جن کی وجہ سے اگر آپ ے اتک ملتوی کر دیں تو بہتر ہوگا کچھ meetings وغیرہ ہیں۔
<u>جناب چیئرمین</u>: ٹھیک ہے پھر ے اتک کر دیتے ہیں۔

So, this House is adjourned to meet again on the 17th of January, 1991 at 3.30 p.m.

[The House adjourned to meet again at three thirty of the clock in the evening on Thursday, the 17th January, 1991].